﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد۱۱ — جمعۃ المبارک ۱۴؍مئی ۲۰۰۴ء — ۲۳؍ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ ہجری قمری — ۱۴؍ہجرت ۱۳۸۳ھ ہجری شمسی — شمارہ ۲۰

علم سیکھنے والے کی مثال

حضرت ابوالدرداء سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

بچپن میں علم سیکھنے والے کی مثال پتھر پر نقش کی طرح ہے اور بڑھاپے میں علم سیکھنے کی مثال پانی پر لکھنے کی مانند ہے۔

(مجمع الزوائد باب حث الشباب علی طلب العلم۔ جلد ۱ صفحہ ۱۲۵)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

انبیاء کی طبیعت اسی طرح واقع ہوتی ہے کہ وہ شہرت کی خواہش نہیں کیا کرتے۔ کسی نبی نے کبھی شہرت کی خواہش نہیں کی۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں تجلّی کرتا ہے تو پھر وہ پوشیدہ نہیں رہتا۔

’’میری طبیعت اس طرح واقع ہوئی ہے کہ شہرت اور جماعت سے کوسوں بھاگتی ہے اور مجھے سمجھ نہیں آتا کہ لوگ کس طرح شہرت کی آرزو رکھتے ہیں۔ میری طبیعت اَور طرف جاتی تھی لیکن خدا تعالیٰ مجھے اَور طرف لے جاتا تھا۔ میں نے بار بار دعائیں کیں کہ مجھے گوشہ میں ہی رہنے دیا جاوے ۔مجھے میری خلوت کے حجرے میں ہی چھوڑ دیا جائے۔ لیکن بار بار حکم ہوا کہ اس سے نکلو اور دین کا کام جو اس وقت سخت مصیبت کی حالت میں تھا، اس کو سنوارو۔ انبیاء کی طبیعت اسی طرح واقع ہوتی ہے کہ وہ شہرت کی خواہش نہیں کیا کرتے کسی نبی نے کبھی شہرت کی خواہش نہیں کی۔ ہمارے نبی کریم ﷺ بھی خلوت اور تنہائی کو ہی پسند کرتے تھے۔ آپ عبادت کرنے کے لئے لوگوں سے دور تنہائی کی غار میں جو غار حرا تھی چلے جاتے تھے۔ یہ غار اس قدر خوفناک تھی کہ کوئی انسان اس میں جانے کی جرأت نہ کرسکتا تھا۔ لیکن آپ نے اس کو اس لئے پسند کیا ہوا تھا کہ وہاں کوئی ڈر کے مارے بھی نہ پہنچے گا۔ آپ بالکل تنہائی چاہتے تھے۔ شہرت کو ہرگز پسند نہیں کرتے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ کا حکم ہوا۔ یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ (المدثر:۲۔۳) اس حکم میں ایک جبر معلوم ہوتا ہے اور اسی لئے جبر سے حکم دیا گیا کہ آپ تنہائی کو جو آپ کو بہت پسند تھی اب چھوڑ دیں۔ بعض لوگ بے وقوفی اور حماقت سے یہی خیال کرتے ہیں کہ گویا میں شہرت پسند ہوں۔ میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ میں ہرگز شہرت پسند نہیں۔ خدا تعالیٰ نے جبر سے مجھ کو مامور کیا ہے۔ میرا اس میں قصور کیا ہے اور وہی گواہ ہے کہ شہرت پسند نہیں ہوں۔ میں تو دنیا سے ہزاروں کوس بھاگتا تھا۔ حاسد لوگوں کی نظر چونکہ زمین اور اس کی اشیاء تک ہی محدود ہوتی ہے اور وہ دنیا کے کیڑے ہیں اور شہرت پسند ہوتے ہیں ان کو اس خلوت گزینی اور بے تعلقی کی کیفیت ہی معلوم نہیں ہوسکتی۔ ہم تو دنیا کو نہیں چاہتے۔ اگر وہ چاہیں اور اس پر قدرت رکھتے ہیں تو سب دنیا لے جائیں ہمیں ان پر کوئی گلہ نہیں۔ ہمارا ایمان تو ہمارے دل میں ہے نہ دنیا کے ساتھ۔ ہماری خلوت کی ایک ساعت ایسی قیمتی ہے کہ ساری دنیا اس ایک ساعت پر قربان کرنا چاہیئے۔ اس طبیعت اور کیفیت کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ مگر ہم نے خدا تعالیٰ کے امر پر جان و مال و آبرو کو قربان کر دیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں تجلّی کرتا ہے تو پھر وہ پوشیدہ نہیں رہتا۔ عاشق اپنے عشق کو خواہ کیسے ہی پوشیدہ کرے، مگر بھید پانے والے اور تاڑنے والے قرائن اور آثار اور حالات سے پہچان ہی جاتے ہیں۔ عاشق پر وحشت کی حالت نازل ہوجاتی ہے۔ اُداسی اُس کے سارے وجود پر چھا جاتی ہے۔ الگ قسم کے خیالات اور حالات اس کے ظاہر ہوجاتے ہیں۔ اگر وہ ہزاروں پردوں میں چھپے اور اپنے آپ کو چھپالے مگر چھپا نہیں رہتا۔ سچ کہا ہے۔ ؎ عشق و مشک را نتواں نہفتن ‘‘

(ملفوظات جلد چہارم۔ صفحہ ۳۴۔ جدید ایڈیشن)

فرمودات خلفاء

حضرت مصلح موعودؓ سورۃ التکویر کی تفسیر میں ابتلاؤں کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’غرض مومن کے لئے ان ابتلاؤں میں جو خدائی پیشگوئی کے ماتحت آئیں بڑی بھاری طاقت ہوتی ہے کیونکہ ان ابتلاؤں اور ان مصیبتوں اور ان دکھوں سے اللہ تعالیٰ کی باتیں پوری ہوتی ہیں۔ اگر وہ ابتلا نہ آئیں تو وہی دشمن جو ان ابتلاؤں کو اسلام کے جھوٹا ہونے کی دلیل قرار دیتا ہے جھٹ یہ کہنے لگ جائے کہ تمہارے نبی نے تو یہ خبر دی تھی مگر اب تک پوری نہیں ہوئی۔ لیکن جب وہ خبر پوری ہو جاتی ہے، جب پیشگوئیوں کے مطابق ایک تنزل کا دور آ جاتا ہے تو اسی کو مذہب کے جھوٹا ہونے کا ثبوت قرار دے دیتا ہے۔ حالانکہ یہ صداقت کا ثبوت ہوتا ہے۔ یہ اس نبی کی راستبازی کا ثبوت ہوتا ہے، یہ کفر کی شکست کا ثبوت ہوتا ہے کیونکہ جیسے ترقی کے متعلق خدا تعالیٰ کی بات پوری ہوئی تنزل کے بارہ میں بھی خدا تعالیٰ کی بات پوری ہوئی اور یہی ثابت کرنا مذہب کا اولین کام ہوتا ہے۔ پس یہ ایک بڑا بھاری نکتہ ہے جس کو سمجھ لینے کے بعد زمانۂ تنزل میں بھی انسان کا ایمان کبھی متزلزل نہیں ہوسکتا بلکہ اس کا قدم ایک مضبوط چٹان پر قائم رہتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ میرا مذہب بہر حال سچا ہے۔ غلبہ کے ایام میں بھی وہ سچا تھا اور تنزل کے ایام میں بھی وہ سچا ہے کیونکہ اس تنزل کی وہ پہلے سے خبر دے چکا تھا۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے اس نکتہ کو نہ سمجھا اور وہ مایوسی کا شکار ہوگئے۔

مَیں نے اپنی کتاب دعوۃ الامیر میں اس بات کو ایک حد تک تشریح سے بیان کیا ہے اور اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ اسلام کے تنزل کی خبریں بھی اپنے اندر اسلام اور قرآن کی صداقت کا ثبوت رکھتی ہیں کیونکہ ان خبروں کا قرآن اور احادیث میں تفصیل سے ذکر آتا ہے اور پھر اس کے ساتھ ہی اسلام صرف تنزل کی خبر پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اس نے یہ خبر بھی دی ہوئی ہے کہ اس زمانۂ تنزل کے بعد اسلام پھر اپنے کمال کو پہنچے گا۔ پھر کفر اپنے منہ کے بل گرے گا اور پھر ساری دنیا پر محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآن کا غلبہ ہوگا۔

پس یہ تنزل اپنے اندر ایک ترقی کی بشارت رکھتا ہے اور یہ تاریکی ایک سورج کے نمودار ہونے کی خبر دے رہی ہے اور جب حالت یہ ہے تو مسلمان کیوں مایوس ہیں اور کیوں وہ خدائی وعدوں کے مطابق غور نہیں کرتے کہ وہ آسمانی روشنی کہاں ظاہر ہوئی اور اس ظلمت کے پردے چاک کرنے والا سورج کس جگہ طلوع ہوا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ ۱۹۶)

بینن اور نائجیریا کے بارڈر پر الوداع اور استقبال کا روح پرور منظر

Owode اور Orete میں مساجد کا افتتاح، جامعہ احمدیہ ’الارو‘ کا معائنہ، نائیجیریا کے یک روزہ خصوصی جلسہ سالانہ میں تیس ہزار مرد و زن سے حضور انور کا خطاب

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے دورہ مغربی افریقہ کے موقع پر نائیجیریا میں مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

۱۱؍اپریل ۲۰۰۴ء بروز اتوار:

آج بینن سے نائیجیریا کے لئے روانگی کا دن تھا۔ صبح چھ بجے حضور انور نے نماز فجر پڑھائی۔ ۹ بجے بینن، نائیجر، ٹوگو اور ساؤٹومے کے مبلغین کیساتھ میٹنگ ہوئی جس میں حضور انور نے مبلغین کو بعض امور سے متعلق ہدایات دیں اور رہنمائی فرمائی۔ باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

تصویر کے دو رخ

موجودہ زمانے کی ایجادات میں کمپیوٹر کو بہت نمایاں مقام حاصل ہے اس ایجاد نے باہم رابطے کی دنیا میں ایسا انقلاب پیدا کر دیا ہے کہ چند برس پہلے تک اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔حضور ایدہ اللہ کے خطبات دنیا بھر میں ایک ہی وقت میں سنے اور دیکھے جا سکتے ہیں۔احمدیت کا پیغام یعنی حقیقی اسلام کی سچائی وعظمت کا اظہار دن رات برابر ہر جگہ ہو رہا ہے۔حضور مغربی افریقہ کے دورے پر تشریف لے گئے مگر اس ایجاد کی برکت سے ہم وہاں سے بھی حضور کے خطبات اور دوسری تقریبات میں برابر شامل ہوتے رہے۔قادیان کے جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والے خوش قسمت حضور کے اختتامی خطاب سے بھی محظوظ ہوئے۔

Email اور Fax بھی اس دور کے عجائبات میں شامل ہیں۔دنیا کے دوسرے حصہ میں رہنے والے سے رابطہ اس طرح ہو جاتا ہے جیسے ایک جگہ بیٹھے ہوئے دو افراد آپس میں باتیں کر رہے ہوں۔کمپیوٹر نے لائبریری کے مفہوم و تصور اور افادیت میں بھی انقلاب پیدا کر دیا ہے۔نایاب اور قیمتی کتب ہر وقت مل سکتی ہیں۔کسی موضوع پر تحقیق اور اس کے نتائج سے بھی ہر وقت استفادہ کیا جا سکتا ہے۔وہ کام جو افراد نہیں ادارے کئے کرتے تھے وہ کام جس پر بے شمار اخراجات اٹھتے تھے اور جس پر سالہا سال لگ جاتے تھے وہ محاورۃً نہیں واقعی چٹکی بجاتے میں ہو جاتے ہیں۔دفتروں کے ریکارڈ، دفتروں کے حساب رکھنے میں غیر معمولی سہولت ہو گئی۔اسی طرح اور بے شمار فوائد اس ایجاد سے حاصل ہو رہے ہیں اور اس کے فوائد میں دن بدن اور اضافے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ اپنے متعدد خطبات و تقاریر میں اس ایجاد کے تاریک پہلوؤں اور مخرب اخلاق پہلوؤں سے بچنے کی تلقین فرماتے ہیں۔اس انتہائی مفید ایجاد کے بعض بہت ہی بھیانک اور خوفناک استعمال بھی ہو سکتے ہیں جن سے پوری طرح بچنے اور بچانے کی ضرورت ہے۔

روزنامہ جنگ کے ایک کالم نگار ایک نہایت خوفناک پہلو کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔'' راولپنڈی شہر کی ایک مارکیٹ میں دو برس پہلے کسی صاحب نے نیٹ کیفے بنایا، انہوں نے چھوٹے چھوٹے کیبن بنائے، ان میں کمپیوٹر رکھے اور کیبن کو دروازے لگا دیئے۔یہ دروازے اندر سے لاک ہو جاتے تھے، کیبنز کے اوپر انہوں نے لائٹیں لگائیں اور ان لائٹس میں خفیہ کیمرے چھپا دیئے۔کیفے کھلا تو چند ہی روز میں وہاں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں آنا شروع ہو گئے۔یہ نوجوان جوڑوں کی شکل میں آتے۔کیبن میں جاتے اسے اندر سے بند کرتے، کمپیوٹر پر گندی سائٹس دیکھتے۔کیفے کی انتظامیہ نوجوانوں کی یہ حرکات ریکارڈ کر لیتی بعد ازاں ان جوڑوں کو یہ فلم دکھائی جاتی اور انہیں بلیک میل کر کے ان سے گھناؤنے کام لئے جاتے۔یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ ایسے ۲۵ نوجوان جوڑوں کی سی ڈی پاکستان سے دبئی گئی وہاں وہ دس لاکھ روپے میں بکی۔اس کی کاپیاں ہوئیں یہ کاپیاں برطانیہ، امریکہ، فرانس اور جرمنی گئیں اور وہاں سے واپس پاکستان آئیں۔شروع شروع میں یہ سی ڈی کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں چار پانچ ہزار میں فروخت ہوتی رہی۔اسی '' آمد و رفت'' کے دوران یہ سی ڈی کسی گینگ کے ہتھے چڑھ گئی۔اس گینگ نے ان ۲۵ خاندانوں کا سراغ لگایا اور سی ڈی کی کاپیاں ان جوڑوں کے گھروں تک پہنچا دیں۔بس اس حرکت کی دیر تھی تیل پر چنگاری آ گری اور اس سکینڈل کی شکار تین لڑکیوں نے خودکشی کر لی۔ایک کو والد نے قتل کر دیا، دو شادی شدہ خواتین کو طلاق ہو گئی جبکہ لڑکے گھروں سے بھاگ گئے۔اس سی ڈی میں شامل چند نوجوانوں کا تعلق راولپنڈی کے انتہائی معزز گھرانوں سے تھا۔یہ معزز گھرانے اس گینگ کا چارہ بن گئے اور اب مسلسل بلیک میل ہو رہے ہیں۔

اسکینڈل میں پھنسے خاندانوں میں سے ایک خاندان کے بزرگ میرے پاس آئے۔ان کی اکلوتی بیٹی نے خودکشی کر لی تھی۔والد کی حالت انتہائی ابتر تھی وہ میز پر پڑا کپ تک نہیں اٹھا سکتے تھے۔انہوں نے ساری کہانی سنائی اور آخر میں روتے ہوئے کہا ان ظالموں نے بے شمار خاندان تباہ کر دیئے۔حکومت سے کہیں لوگوں پر کچھ رحم کرے اور ٹیکنالوجی کی آڑ میں ہونے والی یہ زیادتی بند کرائے۔وہ بزرگ چلے گئے۔مجھے نہیں معلوم وہ زندہ بھی ہیں یا اولاد کی موت اور بدنامی کے داغ انہیں قبر تک لے گئے ہیں لیکن ان کا مسئلہ انتہائی جینوئین ہے۔اس وقت پورے ملک میں ہزاروں '' نیٹ کیفے'' ہیں ان میں کیبن بنے ہیں، نابالغ بچے اور بچیاں اسکول کالج اور یونیورسٹی کے طالب علم ان کیبنوں میں جاتے ہیں، گندی سائٹس کھولتے ہیں اور اس کے بعد برائی اور بداخلاقی کی اس راہ پر چل نکلتے ہیں جس پر بے شمار بلیک میلر بیٹھے ہیں۔''

کمپیوٹر کے دوسرے رُخ کا یہ ایک نہایت بھیانک پہلو ہے اس میں اور بھی بہت سی خرابیاں پائی جاتی ہیں۔اخباروں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بے شمار لڑکے اور لڑکیاں غلط روابط کی وجہ سے دھوکا کھا کر اپنی زندگیوں کو تباہ کر چکے ہیں اور جس طرح اس ایجاد کے فوائد میں اضافہ ہو رہا ہے اسی طرح اس کے نقصانات اور تباہیوں کا دائرہ بھی وسیع ہوتا جا رہا ہے۔

خدا تعالیٰ ہمیں مومنانہ فراست سے کام لیتے ہوئے اپنی اور اپنی اولاد کی زندگیوں کو صراط مستقیم پر چلانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

(عبدالباسط شاہد)

❁❁❁ .... ❁❁❁

جگا گئے ہیں زمانے کو رتجگے اس کے

جلیں گے وقت کے ہر موڑ پہ دیئے اس کے
تمام منزلیں اس کی ہیں ، راستے اس کے

وہی تو تھا کہ جو سلطان حرف و حکمت تھا
قلم کرشمہ تھا اور حرف معجزے اس کے

جہانِ نو کے نوشتے اسی کی تحریریں
محبتوں کے منادی مکالمے اس کے

دعائیں بانٹتا رہتا تھا گالیاں سن کر
محبتوں کے قرینے عجیب تھے اس کے

وہ عکس یار تھا اور آئینہ نما بھی تھا
نرالی شان ، انوکھے تھے مرتبے اس کے

یہ تذکرے ، یہ تجسّس اسی کا نذرانہ
جگا گئے ہیں زمانے کو رتجگے اس کے

وہ بزمِ وقت میں اس تمکنت سے آیا تھا
کہ چاند اور یہ سورج نقیب تھے اس کے

اندھیری شب کی یہ دیوار گر پڑے گی رشیدؔ
کرن بدست جو نکلیں گے قافلے اس کے

(رشید قیصرانیؔ)

اک سفر ختم ہوا دوسرا آغاز بھی
اور اک دُور سے آتی ہوئی آواز بھی ہے

ہو محبت تو بہت ٹوٹ کے اے ہم نفساں
ورنہ یاں کارِ محبت میں تگ و تاز بھی ہے

روح میں رچ سی گئی ہے ترے لہجے کی کھنک
دل کی آواز میں شامل تری آواز بھی ہے

تو کبھی آئے جو گھر میں تو بچھا دوں آنکھیں
میرے بے ساختہ پن میں ترا انداز بھی ہے

دل بہت کھینچتی ہے کوچۂ جاناں کی ہوا
اک دریچے میں کہیں چشم فسوں ساز بھی ہے

زندگی بھر کی مسافت سے بدن چور ہوا
اور بے بال و پری مائل پرواز بھی ہے

میں اسی شہر کی مٹی سے اٹھا ہوں خالدؔ
جس کے ذروں میں مسیحائی کا اعجاز بھی ہے

(عبدالکریم خالدؔ)

جماعتی تربیت اوراس کے اصول

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب (ایم اے) رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(تیسری قسط)

جماعتی امراء کی اطاعت

جماعتی تنظیم وتربیت کے تعلق میں اسلام ایک خاص بلکہ خاص الخاص ہدایت یہ دیتا ہے کہ مومنوں کو اُن امراء کی کامل اطاعت کرنی چاہئے جو جماعتی تنظیم کے ماتحت مقرر کئے جائیں۔ یہ ہدایت گویا جماعتی تنظیم کی ریڑھ کی ہڈی ہے جسے نظرانداز کرنے سے سارا نظام درہم برہم ہوجاتا ہے۔ اور جماعت، جماعت نہیں رہتی بلکہ منتشر افراد کا ایک پھٹا ہوا گروہ بن جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کواس بات کا اتنا خیال تھا کہ آپؐ بسااوقات فرماتے تھے:۔

مَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصٰی اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِیْ۔

''یعنی جس شخص نے میرے مقرر کئے ہوئے امیر کی اطاعت کی اس نے اس کی اطاعت نہیں کہ بلکہ میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے گویا میری نافرمانی کی''۔

اور جب آپؐ سے یہ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ ایسے امیر بھی ہوسکتے ہیں جو جابر ہوں۔ وہ اپنے حقوق تو ہم سے جبراً چھینیں لیکن ہمارے حقوق ہمیں نہ دیں تواس صورت میں آپ کا کیاارشاد ہے؟ آپؐ نے فرمایا اَدُّوْا اِلَیْھِمْ حَقَّھُمْ وَسَلُوْا اللّٰہَ حَقَّکُمْ یعنی تم اس صورت میں بھی اپنے امیروں کے حقوق انہیں ادا کرواوراپنے حقوق کا معاملہ خدا پر چھوڑ دو'' اور جب عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ ایک امیر بے وقوف بھی ہوسکتا ہے جس کے بعض احکام جہالت پر مبنی ہوں تو اس صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ آپؐ نے فرمایا۔ اِسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوا وَاِنْ اُسْتُعْمِلَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ حَبَشِیٌّ کَاَنَّ رَأْسَہٗ زَبِیْبَۃٌ۔ ''یعنی تم پھر بھی اس کی بات پرکان دھرواوراس کاحکم مانو خواہ تم پر یک ایسا حبشی غلام امیر مقرر کر دیا جائے جس کا سر انگور کے خشک دانے کی طرح چھوٹا ہو''۔ البتہ آپؐ نے ایک کامل مصلح کی حیثیت میں ایک شرط ضرور لگائی ہے اور وہ یہ کہ اگر نعوذ باللہ کوئی امیر اپنے ماتحت لوگوں کوکوئی ایساحکم دے جو صریح طور کسی قطعی اسلامی حکم کے خلاف ہوتو اس صورت میں اس کی اطاعت فرض نہیں رہتی۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں:۔

اِلَّا اَنْ تَرَوْا کُفْرًا بَوَّاحًا عِنْدَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ فِیْہِ بُرْھَانٌ۔

''یعنی تم پر امیر کی اطاعت صرف اس صورت میں غیرواجب ہے کہ تم اس کے حکم میں کوئی کھلا کھلا کفر پاؤ اوراس کے متعلق تمہارے پاس خدا کی طرف سے کوئی قطعی دلیل موجود ہو''۔

بعض لوگ اِن احکام کوسخت خیال کرسکتے ہیں لیکن اول تو یہ ارشادات ہمارے اُس آقا اورسردار کے ہیں جس کے متعلق قرآن فرماتا ہے کہ ﴿مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی﴾۔ ''یعنی وہ کوئی بات اپنے پاس سے نہیں کہتا بلکہ خدا کے حکم سے کہتا ہے'' اس لئے ان احکام کے سخت یا نرم ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوسکتا علاوہ ازیں جولوگ جماعتی تنظیم کے اصولوں کو جانتے ہیں اور اس کی قدر و قیمت کو پہچانتے ہیں وہ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ کسی جماعت اور کسی قوم کا ڈسپلن (یعنی نظم ونسق) اس قسم کے احکام کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ اسلام تو وہ مذہب ہے جو اپنے متبعین کو بنیان مرصوص بن کر رہنے کا حکم دیتا ہے یعنی ایک ایسی آہنی دیوار جس کی اینٹیں گویا پگھلے ہوئے سیسے کے ساتھ پیوست کی گئی ہوں۔ اس لئے اس کے نظم ونسق میں کسی رخنہ کی گنجائش نہیں۔ اب ہمارے دوست خود غور کریں کہ کیا اپنے اپنے امیروں کے متعلق ان سب کا رویہ ان ارشاداتِ نبوی کے مطابق ہے؟ وہ سوچیں اورغور کریں اور پھر سوچیں اورغور کریں۔

ایمانی غیرت کا سوال

تنظیم وتربیت کی ذیل میں ایمانی غیرت کا سوال بھی آتا ہے۔ غیرت کا جذبہ انسانی فطرت کا ایک بنیادی حصہ ہے اور جتنی بھی کوئی چیز انسان کو زیادہ محبوب ہوتی ہے اوراس کی نظر میں اس کا درجہ زیادہ بلند ہوتا ہے اُتنا ہی طبعًا اس کے متعلق اس کی غیرت بھی زیادہ سخت ہوتی ہے۔ اسی فطری جذبہ کے ماتحت ایمانی غیرت کوزندہ رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ:۔

{اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ یُکْفَرُ بِھَا وَیُسْتَھْزَءُ بِھَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ}

''یعنی اے مسلمانو! جب تمہیں کسی ایسی مجلس میں جانے کا اتفاق ہو جس میں خدا تعالیٰ کی آیات (یعنی اس کے مقدس احکام اور مقدس اصحاب اور مقدس مقامات وغیرہ) کے متعلق کفراور تمسخر اوراستہزاء کا طریق اختیار کیا جارہا ہوتو تم ہرگز ہرگز اس مجلس میں نہ بیٹھو یہاں تک کہ ایسے لوگ اپنی گفتگو بدل کرکسی اور موضوع پر بات کرنے لگ جائیں''۔

اس آیت میں غیرت ایمانی کی تلقین کی گئی ہے اور ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ غیراحمدیوں اور غیرمسلموں کے ساتھ میل ملاقات کے تعلق میں اس ایمانی غیرت کا ثبوت دیں۔ وہ بے شک ان سے ملیں۔ ان سے مناسب اور جائز امور میں تعاون کریں۔ اُن کے ساتھ احسان اورمروت کے رنگ میں پیش آئیں۔ مگر ان کی ایسی مجلسوں میں ہرگز شریک نہ ہوں جن میں آنحضرت ﷺ یا آپؐ کے خلفاء یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کے خلفاء یا اسلام یا احمدیت کے متعلق استہزاء کا طریق اختیار کیا جارہا ہو۔ ورنہ ان کی غیرت مرجائے گی اور ان کی بے غیرتی انہیں بالآخر ایمان تک کی نعمت سے محروم کرکے رہے گی۔ پس ایمانی غیرت جماعتی تربیت کا ایک نہایت ضروری حصہ ہے جسے ہر احمدی کو اپنے دل کی گہرائیوں میں جگہ دینی چاہئے۔

میں آنحضرت ﷺ کے زمانہ کا ایک واقعہ کبھی نہیں بھولتا اور اس کے ذکر سے گویا وجد کی سی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے۔ غزوۂ تبوک سے واپسی کے بعد کا واقعہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے تین صحابیوں کے متعلق ان کی ایک غلطی کی وجہ سے مقاطعہ کا حکم دیا تھا۔ اور ارشاد فرمایا تھا کہ ان کے بیوی بچے بھی ان سے جدا ہوجائیں اوران کے ساتھ کلام وسلام بالکل ترک کردیں۔ ان تین صحابیوں میں جن کی بعد میں معافی ہوگئی ایک صحابی کعب بن مالکؓ بھی تھے جب اُن کے مقاطعہ کے متعلق ان کے ایک مشرک دوست نے جو اپنے علاقہ کا رئیس تھا سنا توانہیں بہکانے کی غرض سے اپنے ایک آدمی کے ہاتھ ان کوایک خط بھیجا جس میں لکھا کہ میں نے سنا ہے کہ محمد (ﷺ) نے تمہاری قدر نہیں کی اور تمہیں ذلیل کیا ہے۔ تم میرے پاس آجاؤ میں تمہیں اپنے پاس رکھوں گا۔ اور تمہاری قدر کروں گا۔ کعبؓ یہ خط پاکر فوراً اٹھے اور پیغامبر سے کہنے لگے کہ آؤ میں تمہیں اس خط کا ابھی جواب دیتا ہوں چنانچہ اسے ساتھ لے کر بازار میں گئے اور ایک دہکتے ہوئے تنور پر پہنچ کر خط اس کے اندر پھینک دیا اور کہا جاؤ اوراپنے مالک سے کہہ دو کہ اس کے خط کا یہ جواب ہے۔ یہ وہ غیرت ایمانی ہے جو اسلام سکھاتا ہے۔ اورجس کا صحابہ کی مقدس جماعت نے انتہائی ابتلاء کے وقت میں بھی اپنے عمل سے ثبوت دیا۔ ہمارے دوستوں کوبھی اگر وہ صحابہ کے نقشِ قدم پر چلنا چاہتے ہیں اسی غیرت ایمانی کا ثبوت دینا ہوگا۔ اورخود ہمارے زمانہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ نمونہ موجود ہے جب ایک دفعہ پنڈت لیکھرام جو آنحضرت ﷺ کوگندی گالیاں دیا کرتا تھا ایک سفر کے دوران میں آپ کے سامنے آیا اور ہندوانہ طریق پر آپ کوسلام کیا تو آپ نے اپنا منہ دوسری طرف پھیرلیا اور انتہائی غیرت کے ساتھ فرمایا۔ ''ہمارے آقا کوتو گالیاں دیتا ہے اورہمیں سلام کرتا ہے''!!

ایک دوسرے کے دکھ درد میں شرکت

تربیت کا ایک پہلو باہمی اخوت اورایک دوسرے کے دکھ درد میں شرکت سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ اسلام نے نہ صرف مسلمانوں میں ایک وسیع باہمی اخوت کی بنیاد رکھی ہے بلکہ انہیں ایک جسم واحد کارنگ دے دیا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ﴾۔ یعنی سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور حدیث میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ:۔

﴿تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَرَاحُمِھِمْ وَ تَوَادِّھِمْ وَ تَعَاطُفِھِمْ کَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَکٰی عُضْوًا تَدَاعٰی لَہٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّھَرِ وَالْحُمّٰی﴾۔ یعنی توسچے مومنوں کو باہم رحم وکرم اور باہم محبت اور باہم شفقت میں ایک جسم واحد کی طرح پائے گا۔ جب انسانی جسم کا کوئی عضو بیمار ہوتا ہے تو وہ اکیلا بیمار نہیں ہوتا بلکہ ساراجسم ہی درد اور بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

یہ لطیف حدیث اسلامی اخوت کی صحیح آئینہ دار ہے۔ واقعی سچے مومنوں کو ایسا ہی ہونا چاہئے کہ ان میں سے ایک کا دکھ سب کا دکھ بن جائے۔ اگر ایک شخص بیمار ہوتو باقی سب لوگ جن تک اس کی بیماری کا علم پہنچے بے چین ہوکر اس کی امداد میں لگ جائیں۔ دعا سے، تیمارداری سے ہمدردی کے اظہار سے۔ اگر کوئی طبیب یا ڈاکٹر ہے تو علاج سے۔ اگر بیمار ہونے والا بھائی غریب ہے تو مالی اعانت سے اس کی امداد کو پہنچیں اگر کوئی مصیبت زدہ ہے تو ہر رنگ میں اس کی ہمدردی اور نصرت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں۔ اگر کوئی شخص مشورہ کا طالب ہے تواسے سچا سچا مشورہ دیں۔ اگر کسی شخص پر کسی دشمن نے حملہ کیا ہے تو فوراً اس کی حفاظت کے لئے پہنچ جائیں۔ اگر کوئی ہونہار بچہ غربت کی وجہ سے تعلیم سے رہا جاتا ہے تو ذی ثروت لوگ باہم مل کر اس کے لئے کتب اورفیس وغیرہ کی سہولت مہیا کردیں۔ اگر کوئی بچہ یتیم رہ گیا ہے اوراس کا کوئی والی اورنگران نہیں تو اس کی پرورش اور تربیت کا انتظام کریں بیواؤں کی دیکھ بھال رکھیں اوراس اخوت کی ذمہ داری کواس طرح نبھائیں کہ ہر دیکھنے والا گواہی دے کہ یہ لوگ واقعی بھائی بھائی ہیں جن میں سے ایک کا دکھ دوسرے کا دکھ ہے اورایک کی راحت دوسرے کی راحت۔ اسی غرض سے آنحضرت ﷺ نے دوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا۔ یعنی تمہارا فرض ہے کہ بہرحال اپنے بھائی کی مدد کو پہنچو خواہ وہ ظالم ہے یا کہ مظلوم ہے۔ اور جب صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مظلوم کی مدد تو ہوئی مگر یہ ظالم کی مدد سے کیا مراد ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ ظالم کی مدد اُسے ظلم سے روکنا ہے۔ گویا ہر حالت میں اخوت کے رشتہ کو قائم رکھا ہے۔ البتہ ظالم ہونے کی صورت میں مدد کی نوعیت کو بدل دیا ہے۔

ناپسندیدہ بات دیکھ کر خاموش نہ رہو بلکہ اصلاح کی کوشش کرو

اخوت اور جماعتی تربیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جب ہم اپنے کسی بھائی میں کوئی ناپسندیدہ بات یا خلافِ اخلاق یا خلافِ شریعت بات دیکھیں تو یہ خیال کرکے کہ ہمیں اس سے کیا غرض ہے۔ خاموش نہ رہیں بلکہ جس طرح بھی ممکن ہو اصلاح کی کوشش کریں۔ ہمارے آقا ﷺ فرماتے ہیں:۔

مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ۔ یعنی جو شخص کسی ناپسندیدہ یا خلافِ شریعت بات کو دیکھے تو اُسے چاہئے کہ اس بات کو اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ لیکن اگر اسے ایسا کرنے کی طاقت نہ ہو تو زبان سے اس کے متعلق اصلاح کی کوشش کرے اور اگر اسے یہ

طاقت بھی حاصل نہ ہو تو کم از کم اسے برا سمجھ کر اپنے دل میں ہی (دعا کے ذریعہ) اصلاح کی کوشش کرے۔

اس ارشاد کے ذریعہ آنحضرت ﷺ نے گویا ہر مسلمان کو ہر دوسرے مسلمان پر ایک چوکس سنتری کے طور پر کھڑا کر دیا اور ہر شخص کو ہر دوسرے شخص کا نگران بنا دیا ہے اور اس بات کی اجازت نہیں دی کہ کسی بدی کو دیکھ کر اپنے آپ کو لاتعلق سمجھتے ہوئے پاس سے گزر جاؤ۔ مگر افسوس ہے کہ آجکل اکثر لوگ خلافِ شریعت باتوں کو دیکھتے اور منکرات کو سنتے ہیں اور پھر بھی بے حس و حرکت ہو کر بیٹھے رہتے ہیں۔ اور بدی ان کی آنکھوں کے سامنے جڑ پکڑتی اور پودے سے پیڑ اور پیڑ سے درخت بنتی چلی جاتی ہے اور ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی یہ لوگ اتنا نہیں سوچتے کہ جو آگ آج ان کے دوست یا رشتہ دار یا ہمسایہ کے گھر میں لگی ہے کل کو وہی آگ وسیع ہو کر ان کے اپنے گھر کو بھی جلا کر خاک کر سکتی ہے۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ جب وہ اپنے عزیزوں یا دوستوں یا پڑوسیوں یا ملنے والوں یا دوسرے لوگوں میں کوئی امر خلافِ شریعت یا خلافِ اخلاق دیکھے تو اُسے اپنے ہاتھ سے یا زبان سے یا دل سے بدلنے کی کوشش کرے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ ہاتھ سے بدلنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ لاتعلق لوگوں کے خلاف جبر سے کام لیا جائے کیونکہ اسلام جبر کی اجازت نہیں دیتا۔ بلکہ یہ ہدایت صرف والدین اور بزرگوں کے لئے ہے جو اپنے خورد سالہ عزیزوں پر ایک قسم کا دباؤ رکھتے ہیں یا ایسے افسروں کے لئے ہے جو اپنے ماتحتوں کو حکم دے سکتے ہیں یا حکومت کے لئے ہے جو اصلاح کی غرض سے مناسب قانون بنانے کا حق رکھتی ہے۔ ورنہ قرآن مجید کا عام حکم یہی ہے کہ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔ یعنی لوگوں کو حق کی طرف تو ضرور بلاؤ مگر یہ بلانا جبر و اکراہ کا بلانا نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ حکمت اور نصیحت اور وعظ کے رنگ میں مناسب طریق پر بلانا چاہئے۔

اچھے اخلاق سے زیادہ وزن دار کوئی چیز نہیں

تربیت کا ایک نہایت اہم پہلو اخلاقِ حسنہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اسلام نے اس پر بہت زور دیا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:۔

مَامِنْ شَیْءٍ فِی الْمِیْزَانِ اَثْقَلَ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ۔ یعنی خدا کے تول میں کوئی چیز اچھے اخلاق سے زیادہ وزن نہیں رکھتی۔

دراصل اعلیٰ اخلاق دین کا آدھا حصہ ہوتے ہیں۔ بلکہ روحانیت بھی درحقیقت اخلاق ہی کا ایک ترقی یافتہ مقام ہے۔ پس ہمارے دوستوں کو اعلیٰ اخلاق پیدا کرنے کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے یہاں تک فرمایا ہے کہ جس شخص کی بداخلاقی کی وجہ سے لوگ اس سے دور بھاگیں وہ خدا کی نظر میں ایک ناپسندیدہ شخص ہوتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اپنے ملنے والوں کو مسکراتے ہوئے چہرہ سے ملنا بھی خدا کے نزدیک ثواب کا موجب ہے۔ بلکہ اسلام نے تو غائبانہ اخلاق کو بھی بڑے ثواب کا باعث شمار کیا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص رستہ چلتے ہوئے کسی کانٹے دار چیز یا پاؤں کو پھسلانے والے چھلکے یا ٹھوکر لگانے والے پتھر یا بدبو پیدا کرنے والی گندگی کو اس خیال سے دور کر دے کہ میرے پیچھے آنے والے شخص کو تکلیف نہ پہنچے تو وہ ایسی نیکی کا کام کرنے والا ہوگا جو ایمان کا حصہ ہے۔ اور آپؐ کے اپنے اخلاق فاضلہ کا یہ حال تھا کہ کبھی کسی شخص سے درشت کلامی نہیں کی۔ کسی سوالی کو ردّ نہیں کیا۔ بیواؤں کی دستگیری کی۔ یتیموں کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا۔ ہمسایوں کو اپنے حسنِ سلوک سے گرویدہ کیا۔ کسی صحابی بلکہ تعلق رکھنے والے کافر تک کی بیماری کا سنا تو اس کی عیادت کو بھی تشریف لے گئے۔ بلکہ آپؐ نے جانوروں تک کو بھی اپنی شفقت اور رحمت میں شامل کر لیا۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک اونٹ جس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادا گیا تھا تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ آپؐ اسے دیکھ کر بے قرار ہو گئے اور اُس کے قریب جا کر اس کے سر پر محبت کے ساتھ ہاتھ پھیرا اور فرمایا "یہ جانور بے زبان ہیں ان پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم کیا جائے" اور ہمارے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق کا یہ عالم تھا کہ جب آپؑ کی پیشگوئی کے مطابق پنڈت لیکھرام جیسا عنید، بدزبان انسان ہلاک ہوا تو آپؑ نے دلی رنج کے ساتھ فرمایا کہ ہمیں خدا کی پیشگوئی پوری ہونے کی تو خوشی ہے۔ مگر انسانی ہمدردی کے لحاظ سے لیکھرام کی جواناں مرگ موت کا افسوس بھی ہے اور جب ایک دفعہ مولوی محمد حسین جیسے مکفر کے خلاف آپ کے ایک وکیل نے ایک مقدمہ کے دوران مولوی محمد حسین کی شہادت کو کمزور کرنے کے لئے ان سے ان کے بعض خاندانی امور کے متعلق سوال کرنا چاہا تو آپؑ نے سختی سے روک دیا اور اس سوال کی اجازت نہیں دی اور فرمایا ایسا سوال پوچھنا اخلاق کے خلاف ہے۔ یہ وہ اخلاق فاضلہ ہیں جو اچھی تربیت کا نمونہ پیش کرنے کے لئے ہمارے دوستوں کو اپنے اندر پیدا کرنے چاہئیں۔

ایفاء عہد اور لین دین کی صفائی

بالآخر میں ایک ایسی بات بیان کر کے جماعتی تربیت کے پہلوؤں کی بحث کو ختم کرتا ہوں جو کسی جماعت کی نیک نامی اور بدنامی میں غیر معمولی اثر رکھتی ہے اور غیر از جماعت لوگ عموماً اسی ترازو کے ساتھ کسی دینی جماعت کے اخلاق کو تولا کرتے ہیں میری مراد ایفاء عہد اور لین دین کی صفائی کے خلق سے ہے۔ اسلام نے ایک طرف اس خلق کے خارجی اثرات کی وجہ سے اور دوسری طرف اس کے اندرونی نتائج کو دیکھتے ہوئے اس ہدایت پر بہت زور دیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے:۔

﴿اَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا﴾

یعنی اے مسلمانو اپنے وعدوں کو پورا کیا کرو۔ کیونکہ عہد ایک مقدس ذمہ داری ہے۔ جس کے متعلق تم سے پوچھا جائے گا۔

اور دوسری جگہ فرماتا ہے:۔

﴿اَلَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رَاعُوْنَ .... اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوَارِثُوْنَ﴾

یعنی سچے مومن وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ان سے عہدہ برآ ہوتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن جنت الفردوس کے وارث ہوں گے۔

اور تاجروں اور دوکانداروں کے متعلق فرماتا ہے ﴿اَوْفُوا الْکَیْلَ اِذَا کِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا﴾ ۔ یعنی اے لوگو جب تم کسی خریدار کے پاس کوئی چیز فروخت کرنے لگو تو انصاف کے ترازو سے تولو اور اپنے ترازو کو سیدھا اور ٹھیک رکھو۔ یہ تمہارے لئے خیر و برکت کا موجب ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی بہتر ہے

اسی طرح حدیث میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنِّیْ یعنی جو مسلمان تجارت اور لین دین کے معاملات میں دوسروں کے ساتھ دھوکہ بازی سے کام لیتا ہے اور اپنا ظاہر و باطن ایک جیسا نہیں رکھتا اُس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

اسلام کے یہ واضح ارشادات مسلمانوں کے لئے ایک روشن مشعلِ ہدایت ہیں اور کوئی احمدی ان کی طرف سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ تمہارے نماز روزے اور تمہارے چندے اور تمہاری خدمت والدین اور تمہارا قلبی اخلاص اور تمہاری باہمی اخوت صرف اپنے عزیزوں یا اپنی جماعت کے نوٹس میں آنے والی چیزیں ہیں مگر امانت و دیانت اور لین دین کی صفائی اور وعدوں کی ایفاء ایسی چیزیں ہیں جن کا اثر براہ راست عام سوسائٹی پر اور غیر از جماعت لوگوں پر پڑتا ہے۔ اگر ہمارے دوست ان نیکیوں کو اختیار کریں تو یقیناً وہ دوسرے لوگوں کی نظر میں جماعت کا مقام اتنا بلند کر سکتے ہیں کہ جس کا کوئی حد و حساب نہیں۔ اور اسی نسبت سے ان کا برا نمونہ جماعت کی بدنامی کا رستہ بھی کھولتا ہے۔ پس میں ہر احمدی دوست سے خدا کے نام پر اور اسلام کے نام پر اور احمدیت کے نام پر اور جماعت کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ وہ ان معاملات میں اچھے سے اچھا نمونہ قائم کریں۔ اس سے نہ صرف جماعت کی نیک نامی ہوگی بلکہ وہ رسول پاک ﷺ کے اس خطرناک وعید سے بھی بچ جائیں گے جو فَلَیْسَ مِنِّیْ کے ڈراد دینے والے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔

اب میں خدا کے فضل سے جماعتی تربیت کے پہلوؤں کی بحث کو ختم کر چکا ہوں اور یہ صرف بطور نمونہ ہے ورنہ اسلامی اخلاق تو ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارا نہیں کیونکہ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ کی تعلیم کے مطابق اسلامی اخلاق خدا کے اخلاق کا ظل ہیں اور خدا ایک غیر محدود ہستی ہے جس کے اخلاق و صفات بھی اس کی ذات کی طرح غیر محدود ہیں۔ اس کے بعد میں چند فقرات میں ان ذرائع کا ذکر کرتا ہوں جو جماعتی تربیت کے حصول اور اس کے قیام اور ترقی کے لئے ہمارے خدا نے مقرر فرمائے ہیں اور جن کے بغیر اچھی سے اچھی تربیت بھی بوسیدہ ہو کر ھَبَآءً مَّنْثُوْرًا بن جایا کرتی ہے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ۔

(باقی آئندہ)

watch MTA live
audio and video broadcast
Weekly sermons in Urdu / English
Questions & Answers and much much more
Now you can buy Ahmadiyya Islamic Books, Audio / Video on line using Master Card or Visa
Visit our official website
www.alislam.org

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS
& COMMISSIONERS FOR OATHS
Our legal advice includes:
Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters & Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment
Contact:
Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases
Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.
2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF
Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.
Freephone: 0800 716929
Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk
LEGAL AID FRANCHISE

خطبہ جمعہ

احمدیوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ قناعت اور سادگی کو اپنائیں

مومن کا کام یہ ہے کہ اصل مقصود اس کا اللہ تعالیٰ کی رضا ہو نہ کہ دنیا کے پیچھے دوڑنا۔

اللہ کرے کہ ایسے لوگوں کی تعداد جماعت میں بڑھتی چلی جائے جن میں قناعت بھی ہو۔ قربانی کی روح بھی ہو اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی حرص بھی ہو

(قرآن مجید ،احادیث نبویہ ، ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے سادگی اور قناعت کے مضمون کا پرمعارف بیان)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۳۰/اپریل ۲۰۰۴ء بمطابق ۳۰/شہادت ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ۔ذٰلِکَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ﴾۔(سورۃ ال عمران آیت نمبر:15) ۔

اس کا ترجمہ ہے کہ لوگوں کے لئے طبعاً پسند کی جانے والی چیزوں کی یعنی عورتوں کی اور اولاد کی اور ڈھیروں ڈھیر سونے چاندی کی اور امتیازی نشان کے ساتھ داغے ہوئے گھوڑوں کی اور مویشیوں اور کھیتیوں کی محبت خوبصورت کر کے دکھائی گئی ہے۔ یہ دنیوی زندگی کا عارضی سامان ہے اور اللہ وہ ہے جس کے پاس بہت بہتر لوٹنے کی جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا دار طبعاً یہ پسند کرتے ہیں کہ ان کے پاس خوبصورت اور مالدار عورتیں ہوں ان کی زوجیت میں، آج کل بھی دیکھ لیں مالدار لوگ یا پیسے والے لوگ یا اس کی سوچ کو رکھنے والے اکثر مالدار گھرانے میں اس لئے شادیاں کرتے ہیں کہ یا تو ان کی طرف سے کچھ مال مل جائے گا یا دونوں طرف کا مال اکٹھا ہو کر ان کے مال میں اضافہ ہوگا۔ اس بات کی پرواہ کم کی جاتی ہے کہ جن چار وجوہات کی بنا پر رشتہ کیا جانا چاہئے یعنی مال (جیسا کہ حدیث میں آیا ہے)، خاندان، خوبصورتی یا دینداری۔ ان میں سے اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب سے زیادہ پسندیدہ دین ہے، اس کی پرواہ کم کی جاتی ہے۔ لیکن مال کی طرف سب سے زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ اور پھر یہ خواہش بھی ہوتی ہے کہ اولاد کو اور اولاد میں بھی یہ خواہش ہوتی ہے کہ زیادہ لڑکے ہوں۔ آجکل کے پڑھے لکھے لوگوں میں بھی، ترقی یافتہ زمانے میں بھی یہ سوچ ہے اور یہ سوچ بڑی کثرت سے پائی جاتی ہے کہ لڑکے پیدا ہوں اور باپ کی طرح دنیا داری کے کاموں میں باپ کے ساتھ کام کریں۔ پھر جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ مال ہو، ڈھیروں ڈھیر مال کی خواہش ہو اور جتنا مال آتا ہے اتنی زیادہ حرص بڑھتی چلی جاتی ہے اور کوشش ہوتی ہے کہ جس ذریعے سے بھی مال حاصل ہوسکتا ہے کیا جائے۔ دوسروں کی زمینوں پر قبضہ کر کے بھی زمینیں بنائی جاسکیں تو بنائی جائیں، دوسروں کے پلاٹوں پر بھی قبضہ کیا جائے، کاروبار پھیلایا جائے، کارخانے لگائے جائیں، سواریوں کے لئے کاریں خریدی جائیں، ایک گاڑی کی ضرورت ہے تو تین تین چار چار گاڑیاں رکھی جائیں اور پھر ہر نئے ماڈل کی کار خریدنا فرض سمجھا جاتا ہے۔ تو فرمایا کہ یہ سب دنیوی زندگی کے عارضی سامان ہیں ایک مومن کی یہ شان نہیں ہے کہ ان عارضی سامانوں کے پیچھے پھرتا رہے۔ دنیا کے پیچھے پھرنا تو کافروں کا کام ہے، غیر مومنوں کا کام ہے، تمہارا مطمح نظر تو اللہ تعالیٰ کی رضا، اس کی عبادت اور اس کی مخلوق کی خدمت ہونا چاہئے۔ لیکن بدقسمتی سے اس خوبصورت اور پاکیزہ تعلیم کے باوجود مسلمانوں نے دنیا کو ہی مطمح نظر بنا لیا ہے اور حرص اور ہوس انتہا تک پہنچ چکی ہے۔ دجال کے دجل کی ایک یہ بھی تدبیر تھی جس سے مقصد مسلمانوں کو دین سے پیچھے ہٹانا تھا اور اس میں وہ کامیاب بھی ہو گئے ہیں۔ اور قناعت اور سادگی کو بھلا دیا گیا ہے اور ہوا و ہوس کی طرف زیادہ رغبت ہے اور امیر سے امیر تر بننے کی دوڑ لگی ہے۔

پس ان حالات میں خاص طور پر احمدیوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور ہر طبقہ کے احمدی پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ قناعت اور سادگی کو اپنائیں۔ تو دین کی خدمت کے مواقع بھی میسر آئیں گے، دین کی خاطر مالی قربانی کی بھی توفیق ملے گی، اپنے ضرورت مند بھائیوں کی خدمت کی بھی توفیق ملے گی، ان کی خدمت کر کے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی بھی توفیق ملے گی اور دنیا کے کاموں میں فنا ہونے سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی عبادات بجالانے کی بھی توفیق ملے گی۔ اور آخر کو انسان نے اللہ تعالیٰ کے حضور ہی حاضر ہونا ہے، اسی طرح زندگی چلتی ہے۔ ایک دن اس دنیا کو چھوڑنا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہی بہترین جگہ ہے اور یہ بہترین جگہ اس وقت حاصل ہوگی جب دنیاداری کو چھوڑ کر میری رضا کے حصول کی کوشش کرو گے اور میرے احکامات پر عمل کرو گے۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ۔ وَاِنَّ الدَّارَالْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۔ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ (العنکبوت:۶۵)۔ یعنی اور یہ دنیا کی زندگی غفلت اور کھیل تماشا کے سوا کچھ بھی نہیں اور یقیناً آخرت کا گھر ہی دراصل حقیقی زندگی ہے کاش کہ وہ جانتے۔

فرمایا کہ مومنوں کو چاہئے کہ اس دنیا کی زندگی اور اس کی چکا چوند ہی اپنی زندگی کا مقصد نہ سمجھ لیں۔ یہ تو کافروں کا کام ہے کہ اس دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھے ہیں۔ مومن کا کام یہ ہے کہ اصل مقصود اس کا اللہ تعالیٰ کی رضا ہو۔ نہ کہ دنیا کے پیچھے دوڑنا۔ اور جب تک انسان میں قناعت پیدا نہ ہو، سادگی پیدا نہ ہو وہ ہمیشہ مالی لحاظ سے اپنے سے بہتر کو دیکھ کر بے چین ہو جاتا ہے۔ اگر قناعت ہوگی تو اس کو کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہوگی کہ فلاں کے پاس کیا ہے اور کیا نہیں ہے۔ بلکہ وہ اس بات پر عمل کرے گا کہ نیکیوں میں اپنے سے بہتر کو دیکھو اور رشک کرو اور پھر نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرو اور ہمیشہ یہ سامنے رہے گا کہ اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے اور مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی کوشش کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہمارے لئے چاہتا ہے کہ ہم اس کے احکامات پر عمل کر کے اس کا قرب حاصل کریں۔ بار بار اللہ تعالیٰ نے اس طرف توجہ دلائی ہے۔ یہاں بھی یہی کہا کہ کاش تم جانتے کہ دنیا کی طرف بڑھ کر کس تباہی کی طرف تم جارہے ہو۔ دنیا کی سہولیات اور چیزیں خدا نے پیدا کی ہیں ان سے فائدہ اٹھانا کوئی گناہ نہیں، بلکہ ضرور اٹھانا چاہئے۔ لیکن اس کو حاصل کرنے کے لئے غلط راستے اپنانا، جو کچھ اپنے پاس ہے اس پر قناعت نہ کرنا اور دوسرے سے حسد کرنا، اپنی زندگی کو سادہ بنا کر اپنے اخراجات کو کنٹرول کر کے دین کی ضروریات کے لئے قربانی نہ دینا برائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استعمال برائی نہیں ہے بلکہ وہ سوچ جس کے تحت بعض ایسے کام کئے جاتے ہیں وہ برائی ہے۔ اور ہر احمدی کو بہرحال اس سے بچنا چاہئے۔

بعض لوگ لازمی چندہ جات یا وعدہ والے چندوں کو پس پشت ڈال دیتے ہیں لیکن اپنی خواہشات کو کم نہیں کرتے۔ اگر قناعت اور سادگی ہوگی تو چندوں کے بوجھ کو کبھی محسوس نہیں کرے گا۔ تو ہر احمدی کو ہمیشہ قناعت اور سادگی کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اگر یہ پیدا ہو جائے تو ہم بہت سی برائیوں سے بچ

سکتے ہیں۔ اوراس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے ہمارے پاس رقم بھی موجود ہو جائے گی، ہمارے دل بھی وسیع ہو جائیں گے۔

اب اس بارے میں چند احادیث پیش کرتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’متقی بنو، سب سے بڑے عابد بن جاؤ گے۔ قناعت اختیار کرو سب سے زیادہ شکر گزار بن جاؤ گے۔ لوگوں کے لئے وہی چاہو جو اپنے لئے چاہتے ہو حقیقی مومن بن جاؤ گے۔ اپنے پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرو حقیقی مسلمان بن جاؤ گے۔ کم ہنسو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے‘‘۔ (سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ)

تو اس حدیث میں تقویٰ کے بعد جو دوسری اہم بات بیان کی گئی ہے وہ قناعت ہے کہ قناعت اختیار کرو۔ کیونکہ قناعت تمہیں شکرگزار بندہ بنا دے گی اور اگر تم شکرگزار بن گئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم پھر میرے فضلوں کو اور بھی زیادہ حاصل کرنے والے ہو گے۔ مومن کا کام ہے کہ پوری محنت سے اپنے کام پر توجہ دے، تمام میسر وسائل کو بروئے کار لائے اور پھر جو کچھ حاصل ہو اس پر قناعت کرے اور الحمدللہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں سے اس طرح نوازتا ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ بعض لوگوں کو ان کی پسند کا کام یا پسند کی تنخواہ نہیں ملتی اور یہ صورت پاکستان وغیرہ تیسری دنیا کے ممالک میں بھی ہے اور یہاں یورپ امریکہ وغیرہ میں بھی ہے کہ پڑھا لکھا ہونے کے باوجود اکثر آج کل دنیا کے جو معاشی حالات ہیں اس میں مرضی کا یا اس معیار کا کام نہیں ملتا کیونکہ بے روزگاری بھی بہت بڑھ گئی ہے۔ تو ان حالات میں ہمیں جو کچھ کام میسر آتا ہے کر لینا چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا تو بہرحال بہتر ہے۔ تو پھر آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ برکت ڈال دیتا ہے۔ میرے پاس بھی کئی لوگ مشورے کے لئے آتے ہیں تو میں نے جس کو بھی یہ مشورہ دیا ہے کہ جو بھی کام ملتا ہے کر لو تو پہلے جو فارغ تھے اب کچھ نہ کچھ کام پر لگ گئے ہیں اور پھر بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کام پر لگنے کے بعد وہ بہتر کام کی تلاش کرتے رہتے ہیں اور قناعت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بندے بنے رہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے پھر بہتری کے سامان بھی پیدا فرما دیئے۔ اور بہتر ملازمتیں مل گئیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ: ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قناعت ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے‘‘۔ (رسالہ قشیریہ باب القناعۃ صفحہ ۲۱)

بعض دفعہ انسان سوچتا ہے کہ یہ بھی میری ضرورت ہے یہ بھی میری ضرورت ہے لیکن جب قناعت کی عادت پڑ جائے تو ان چیزوں کی کوئی اہمیت نہیں رہتی جنہیں پہلے وہ بہت اہم سمجھتا تھا۔ اور اس طرح بچت کی بھی عادت پڑ جاتی ہے۔ اور ایک احمدی کو بچت کی عادت پڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی خاطر مالی قربانی کی بھی عادت پڑ جاتی ہے۔ پھر ایک نیکی سے دوسری نیکیاں جنم لیتی رہتی ہیں۔ سوائے اس کے کہ کوئی انتہائی کنجوس ہو وہ تو صرف بچت کر کے صرف پیسے ہی جوڑتا ہے وہ تو استثناء ہوتے ہیں۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ’’اخراجات میں میانہ روی اور اعتدال نصف معیشت ہے۔ اور لوگوں سے محبت سے پیش آنا نصف عقل ہے اور سوال کو بہتر رنگ میں پیش کرنا نصف علم ہے‘‘۔

(بیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ باب الخدرالثانی فی السور صفحہ ۴۳۰)

تو دیکھیں میانہ روی اور اپنے اخراجات کو کنٹرول کرنا اس حدیث کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تمہارے حالات ہیں ان پہ صرف کنٹرول کرنے سے ہی اور اعتدال کے ساتھ اخراجات کرنے سے ہی مالی لحاظ سے اپنی ضروریات کو نصف پورا کر لیتے ہو۔

پھر فرمایا، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ: ’’رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فلاح پا گیا جس نے اس حالت میں فرمانبرداری اختیار کی جبکہ اس کا رزق صرف اس قدر ہو کہ جس میں بمشکل گزارا ہوتا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسے قناعت بخشی ہو۔ (ترمذی کتاب الزھد)

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Nayaab Travel Fernreisen

احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔ نایاب ٹریول۔

مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔ بیگ سے رابطہ کریں

Tel: 00 49 - 211 - 2205611 Fax: 00 49 - 211 - 220 5613

e-mail: nayaab@web.de

Pionier Str. 15 40215 - Dusseldorf (Germany)

تو دیکھیں قناعت کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ اس لئے کم پیسے والوں کے لئے بھی ایسی کوئی شرمندگی کی بات نہیں اگر شکرگزاری ہے تو فلاح بھی آپ کا مقدر ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی بھی ہو (جو لوگ قناعت نہیں کرتے اور حرص میں رہتے ہیں ان کے بارے میں یہ ہے)۔ ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی بھی ہو تب بھی وہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس دوسری وادی بھی آ جائے۔ اس کے منہ کو سوائے مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے‘‘۔

(سنن الترمذی ابواب الزھد باب ما جاء لوکان لابن آدم وادیان۔ من مال یا ینبغی ثالثا)

تو قناعت نہ کرنے والوں کا یہ نقشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھینچا ہے۔ حریص آدمی تو یہی کوشش کرتا ہے کہ دنیا کی ہر چیز اس کے پاس آ جائے اور تب بھی اس کی حرص پوری نہیں ہوتی۔ اور جب تک وہ زندہ رہتا ہے یہی حرص اسے اس دنیا میں بھی جہنم میں مبتلا کئے رکھتی ہے۔ کیونکہ اتنی زیادہ حرص بہرحال تکلیف میں مبتلا رکھتی ہے۔ تو مومن کو ان چیزوں سے بچنا چاہئے اور اگر کبھی ایسی سوچ بن جاتی ہے تو اپنے آپ کو پاک کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور توجہ کرتے ہوئے جھکنا چاہئے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے جھکے، توبہ استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

اب بعض لوگ اچھے بھلے اپنے کاروبار ہونے کے باوجود دوسروں کے پیسوں پر نظر رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور کئی کم تجربہ کار اپنی بے عقلی سے زیادہ پیسہ کمانے کے لالچ میں ایسے لوگوں کی باتوں میں آ جاتے ہیں اور پھر اپنے پیسوں سے بھی محروم ہو جاتے ہیں اور پھر نظام جماعت کو لکھتے ہیں یا مجھے لکھتے ہیں کہ فلاں احمدی کو ہم نے اس طرح اتنی رقم دی تھی وہ سب کچھ کھا گیا اور اب ہم خالی ہاتھ ہو گئے ہیں تو ہماری مدد کی جائے اور رقم ہمیں واپس دلوائی جائے۔ تو ایسے لوگوں کو یہ پہلے سوچنا چاہئے کہ واقعی یہ کاروبار اس طرح ہو بھی سکتا تھا کہ نہیں یا صرف کسی نے باتوں میں لگا کے، چکنی چوپڑی سنا کے، بتا کے تمہارے سے پیسے اور رقم بٹور لی۔ اگر قناعت کرتے رہتے اور کم منافع پر بھی کماتے رہتے تو کم از کم ایسے حالات تو نہ پیدا ہوتے۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ آپ کا سرمایہ کئی گنا زیادہ ہو چکا ہوتا۔ اس کے بعد جو رقم ضائع ہو گئی منافع تو کیا ملنا تھا رقم بھی گئی، اصل سرمایہ بھی گیا۔

لیکن ساتھ ہی میں ان احمدیوں کو بھی جو اس طرح کے کاروبار کا لالچ دے کر دوسروں کی رقم بٹورتے ہیں اور کاروبار میں بنکوں سے دوسرے شخص کی امانت پر رقم لے کر لگاتے ہیں، دوسروں کے نام پر کاغذات بناتے ہیں، غلط بیانی کرتے ہیں اور دوسروں کو ان کی جائیداد یا رقم سے محروم کر دیتے ہیں۔ ان کو میں کہتا ہوں ان کو بھی خوف خدا کرنا چاہئے۔ دنیا کی اتنی حرص کیا ہو گئی ہے۔ اگر قناعت کرتے، اگر امیر سے امیر تر بننے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا خوف پیش نظر رکھتے تو ایسی حرکت کبھی نہ کرتے۔ جماعتی خدمات سے بھی محروم نہ ہوتے اور اپنے ماحول میں شرمندگی بھی نہ اٹھاتے۔ ہم باوجود اس بات کا علم ہونے کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یا نصیحت کی ہے، ہر احمدی بچے کو بھی پتہ ہے احمدی ماحول میں اس کا ذکر ہوتا رہتا ہے کہ ہمیشہ مالی معاملات یا دنیاوی معاملات میں اپنے سے اوپر نظر نہ رکھو بلکہ اپنے سے کم تر کو دیکھو یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو حقیر نہ جانو اور شکر ادا کر سکو۔

(مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۲۵۴ بیروت)

پھر بھی ہم دنیاداری میں پڑے ہوئے ہیں۔ یعنی اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اپنے سے امیر کو دیکھ کر لوگ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتے اور یہی حرص ہوتی ہے کہ اس کا پیسہ بھی ہمارے پاس آ جائے یا کسی کے پاس چاہے تھوڑا پیسہ بھی ہو تو اس کو دیکھ کر بھی بعض لوگوں کی حرص بڑھ جاتی ہے۔ تو اگر ہم ان نصائح پر عمل کرنے والے ہوں تو بہت سی قباحتوں سے بچ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ’’کسی بندے کے اندر خدا کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ہی کسی بندے کے دل میں ایمان اور حرص جمع ہو سکتے ہیں‘‘۔

(سنن نسائی کتاب الجہاد باب فضل من عمل فی سبیل اللہ علی قدمہ)

یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں تکلیفیں اٹھانے والے کبھی جہنم کو نہیں دیکھیں گے۔ ان تک جہنم کا دھواں کبھی نہیں پہنچے گا۔ اور جس کے دل میں مضبوط ایمان ہو، پکا ایمان ہو، مومن ہے تو وہ کبھی بھی دنیاوی معاملات میں حریص نہیں ہو سکتا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس شخص نے دلی اطمینان اور جسمانی صحت کے ساتھ صبح کی اور اس کے پاس ایک دن کی

خوراک ہے اس نے گویا ساری دنیا جیت لی۔ اور اس کی ساری نعمتیں اسے مل گئیں۔ (ترمذی کتاب الزھد باب فی الزھاد فی الدنیا)۔ یہ قناعت ہو تبھی میسر آ سکتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارہ میں فرماتے ہیں:

''جس قدر انسان کشمکش سے بچا ہوا ہو اسی قدر اس کی مرادیں پوری ہوتی ہیں، کشمکش والے کے سینہ میں آگ ہوتی ہے اور وہ مصیبت میں پڑا ہوا ہوتا ہے۔ اس دنیا کی زندگی میں بھی یہی آرام ہے کہ کشمکش سے نجات ہو۔ کہتے ہیں ایک شخص گھوڑے پر سوار چلا جاتا تھا راستے میں ایک فقیر بیٹھا تھا جس نے بمشکل اپنا ستر ہی ڈھانکا ہوا تھا۔ اس نے لنگوٹ یا جانگیہ پہنا ہوگا۔ اس نے اس سے پوچھا کہ سائیں جی! کیا حال ہے؟ فقیر نے اسے جواب دیا کہ جس کی ساری مرادیں پوری ہوگئی ہوں اس کا حال کیا ہوتا ہے۔ اس گھوڑ سوار کو تعجب ہوا کہ تمہاری ساری مرادیں کس طرح پوری ہوگئی ہیں۔ فقیر نے کہا جب ساری مرادیں ترک کر دیں تو گویا سب حاصل ہوگیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ حاصل کلام یہ ہے کہ جب یہ سب حاصل کرنا چاہتا ہے تو تکلیف ہی ہوتی ہے لیکن جب قناعت کر کے سب کچھ چھوڑ دے تو گویا سب کچھ ملنا ہوتا ہے۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۲۔ جدید ایڈیشن)

ایک روایت ہے کہ: اے آدم کے بیٹے! اگر تو اپنے زائد از ضرورت مال کو خدا کے محتاج بندوں اور دین کے کاموں پر لگائے تو یہ تیرے حق میں بہتر ہوگا۔ اور اگر تو ضرورت سے زیادہ مال کو اہل ضرورت پر خرچ نہیں کرے گا تو آخر کار یہ تیرے حق میں برا ہوگا۔ اور اگر تیرے پاس زائد از ضرورت مال نہیں ہے بلکہ اتنا ہی مال ہے جو تیری بنیادی ضروریات کو پورا کرتا ہے تو اگر تو اس میں سے خرچ نہ کرے تو خرچ نہ کرنے پر اللہ تجھے ملامت نہیں کرے گا۔ اور خرچ کی ابتداء ان لوگوں سے کرو جن کی تم کفالت کرتے ہو۔ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں بھی ایسے امراء ہیں جو دل کھول کر اپنے مال میں سے علاوہ لازمی چندہ جات کے یا دوسرے وعدوں کے جو روٹین کے چندے ہیں یا تحریکات ہیں ان میں ادائیگی کرتے ہیں اور پھر اس کے بعد مساجد کی تعمیر کے لئے، ہسپتالوں کی تعمیر کے لئے یا دوسرے جماعتی منصوبوں کے لئے چندے دیتے ہیں تو یہ وہ لوگ ہیں جن کو دنیا کی حرص نہیں بلکہ حرص ہے تو صرف یہ کہ خدا راضی ہو جائے اور اس کی جماعت کے لئے خرچ کرنے کی جتنی زیادہ سے زیادہ توفیق پا سکیں، پائیں۔ اللہ کرے کہ ایسے لوگوں کی تعداد جماعت میں بڑھتی چلی جائے جن میں قناعت بھی ہو، قربانی کی روح بھی ہو اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی حرص بھی ہو۔

اس روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی کا نمونہ دیکھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب پوچھا گیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیسے رہتے تھے تو آپ فرمانے لگیں کہ عام انسانوں کی طرح رہتے تھے اور گھریلو کاموں میں اہل خانہ کی مدد فرماتے تھے اور اپنا کام خود کر لیتے تھے''۔

(بخاری کتاب الاذان باب من کل فی حاجۃ اھلیۃ)

ایک روایت میں آتا ہے حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ ذکر کر کے کہ آج لوگوں کے پاس کتنی دولت اور جائیداد ہے (حضرت عمرؓ کے زمانے میں کافی فراوانی ہوگئی تھی)۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا ہوا ہے کہ سارا دن بھوک میں گزر جاتا تھا کہ آپ کو اتنی مقدار میں ردی کھجوریں بھی میسر نہ آتیں کہ جن سے اپنی بھوک مٹا لیتے''۔

(صحیح مسلم عن نعمان بن بشیر)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبوت کے بعد سے زندگی بھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میدے کا آٹا نہیں دیکھا۔ حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ جب سے آپؐ کو اللہ نے نبی بنایا اس وقت سے لے کر وصال تک چھنا ہوا آٹا نہیں دیکھا۔ پوچھا گیا کہ بغیر چھنے ہوئے آٹے کو آپ لوگ کیسے کھاتے تھے تو بیان کرتے ہیں کہ ہم جَو کو پیستے تھے اور آٹے کو منہ سے پھونک مارتے تھے تو کچھ بھوسی اڑ جاتی تھی جو موٹا موٹا تھا اس میں سے نکل جاتا تھا اور بقیہ کی روٹی پکاتے اور کھا لیتے تھے''۔

(صحیح بخاری عن سھل بن سعدؓ)

اسی لئے ایک دفعہ نرم روٹی کھاتے ہوئے حضرت عائشہؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور نرم لقمہ حلق سے نہیں اتر رہا تھا۔ کسی نے پوچھا کیوں؟ تو آپؓ نے فرمایا مجھے خیال آ گیا کہ آنحضرت ﷺ کے وقت یہ میسر نہ تھا اور آپ نے ہمیشہ سخت روٹی کھائی۔

اُمّ سعدؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے، مَیں وہاں بیٹھی ہوئی تھی۔ حضور نے پوچھا کہ ناشتہ کیلئے کچھ ہے؟ حضرت عائشہؓ نے کہا ہمارے پاس روٹی، کھجور اور سرکہ ہے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا سرکہ کتنا عمدہ سالن ہے۔ یہ سادگی اور قناعت دونوں چیزیں تھیں۔ پھر دعا کی کہ اے اللہ! سرکہ میں برکت ڈال، یہ میرے سے پہلے نبیوں کا بھی کھانا تھا۔ جس گھر میں سرکہ ہے وہ محتاج نہیں ہے''۔ (ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب الاعتدام بالبخل)

لیکن آجکل کے سینتھیٹک (Synthetic) سرکے پیٹ بھی خراب کر دیتے ہیں۔ اصل سرکہ ہونا چاہئے۔ قناعت کے یہ معیار ہیں جو آنحضرت ﷺ نے ہمیں سکھائے۔ ہم آجکل عمدہ عمدہ کھانے کھانے کے بعد بھی یہ نخرے کر رہے ہوتے ہیں کہ اس میں نمک زیادہ ہے، اس میں مرچ کم ہے یا اس میں مرچ زیادہ ہے، اس میں ہزاروں قسم کے نقص نکال رہے ہوتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ اس زمانے میں ہمیں ایسی خوراک میسر ہے۔ آجکل یہ نہیں کہ صرف آدمی سرکہ ہی کھائے، جیسا کہ میں نے پہلے کہا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہئے اور ان سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے لیکن شکر ادا کرتے ہوئے اور شکر کے جذبات پہلے سے زیادہ بڑھنے چاہئیں۔

حضرت عبداللہ بن سلامؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ نے روٹی کے ایک ٹکڑے پر کھجور رکھی ہوئی تھی اور فرما رہے تھے کہ یہ کھجور اس روٹی کا سالن ہے''۔

(ابوداؤد کتاب الایمان باب الرجل یحلف ان لایتادم)

اس حدیث کا نمونہ اس زمانے میں آپ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی نظر آتا ہے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ ایک سال سے زیادہ عرصہ گزرا ہے کہ میں نے گوشت کا منہ نہیں دیکھا۔ اکثر مسّی روٹی یا اچار یا دال کے ساتھ کھا لیتا ہوں۔ فرمایا آج بھی اچار کے ساتھ روٹی کھائی ہے''۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۰۰۔ جدید ایڈیشن)

روٹی کیا ہوتی تھی، روٹی کا ایک چپہ ہوتا تھا جو آپؑ کھایا کرتے تھے۔

پھر ایک حدیث ہے یہ اور بھی تڑپا دیتی ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے کس قناعت اور سادگی سے زندگی گزاری نہ صرف آپ نے بلکہ آپ کے اہل خانہ نے بھی۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ بھانجے ہم دیکھتے رہتے اور رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں دو دو ماہ تک آگ نہیں جلائی جاتی تھی۔ اس پر میں نے پوچھا پھر خالہ آپ زندہ کس چیز پر تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ فرمایا کہ ہم کھجوریں کھاتے اور پانی پیتے تھے سوائے اس کے کہ آنحضرت ﷺ کے انصاری ہمسائے تھے ان کے دودھ دینے والے جانور تھے، وہ رسول اللہؐ کو ان کا دودھ تحفۃً بھیجتے تھے، جو آپؐ ہمیں پلا دیتے تھے۔

(بخاری کتاب الجمعۃ وفضلھا والتحریص علیھا)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کو چکی پیسنے کی وجہ سے ہاتھوں میں تکلیف ہوگئی اور ان دنوں آنحضرت ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے تھے۔ حضرت فاطمہؓ حضورؐ کے پاس گئیں لیکن مل نہ سکیں، حضرت عائشہؓ سے ملیں اور آنے کی وجہ بتائی جب حضورؐ باہر سے تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے حضرت فاطمہؓ کے آنے کا ذکر کیا۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ اس پر آنحضرت ﷺ ہمارے گھر آئے، ہم بستروں میں لیٹ چکے تھے، حضورؐ کے تشریف لانے پر ہم اٹھنے لگے، آپؐ نے فرمایا نہیں لیٹے رہو۔ حضورؐ ہمارے درمیان بیٹھ گئے، یہاں تک کہ حضورؐ کے قدموں کی ٹھنڈک حضرت علی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے سینے پر محسوس کی۔ پھر آپؐ نے فرمایا کیا مَیں تمہیں تمہارے سوال سے بہتر چیز نہ بتاؤں، جب تم بستروں میں لیٹنے لگو تو 34 دفعہ اللہ اکبر کہو، 33 دفعہ سبحان اللہ اور 33 دفعہ الحمد للہ کہو، یہ تمہارے لئے ایک نوکر سے بہتر ہے یعنی ان کلمات کی بدولت اللہ تعالیٰ تم کو برکت دے گا۔ اور اس قسم کے سوال سے بے نیاز ہو جاؤ گے۔ آج بھی ہر حاجتمند کو یہ طریق اپنانا چاہئے۔ (حدیقۃ الصالحین)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کی شادی کے موقع پر نبی کریمؐ نے ان کو بنیادی ضرورت کا صرف تھوڑا سا سامان دیا تھا جو یہ تھا، ایک خوبیلا ریشمی چادر، چمڑے کا گدیلا جس میں کھجور کے ریشے تھے، آٹا پیسنے کی چکی، مشکیزہ، دو گھڑے یہ کل جہیز تھا جو حضرت فاطمہؓ کو دیا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۱۰۴۔ مطبوعہ بیروت)

اب آجکل کی شادی بیاہوں پر فضول خرچی اتنی ہوتی ہے کہ جس کی انتہا نہیں ہے، پاکستان

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

ہندوستان وغیرہ میں بھی، اور یورپ اور مغرب کے دوسرے ممالک میں بھی۔ اب تو بعض لوگوں نے کہنا شروع کر دیا ہے کہ اس طرف لوگوں کو توجہ دلانی چاہئے۔ ایک تو جہیز کی دوڑ لگی ہوئی ہے، زیور بنانے کی دوڑ لگی ہوئی ہے، پھر دعوتوں میں غیر ضروری اخراجات اور نام ونمود کی دوڑ ہے اور جو بے چارہ نہ کر سکے، اگر خود اپنے وسائل کی وجہ سے کر سکتے ہیں تو ٹھیک ہے لیکن جو نہ کر سکے اس پر پھر باتیں بناتے ہیں کہ بلایا تھا وہاں یہ تھا وہ تھا اور پھر کئی کئی دن مختلف ناموں سے رسمیں جاری ہو چکی ہیں اور دعوتیں کی جاتی ہیں۔ دعوت تو صرف ایک دعوت ولیمہ ہے، جو اسلام کی یہ صحیح تعلیم میں ہمیں نظر آتی ہے۔ اس کے علاوہ تو جس کو توفیق نہیں ہے دکھاوے کی خاطر تو دعوتیں کرنی ہی نہیں چاہئیں۔ اور کبھی اپنے اوپر بوجھ نہیں ڈالنا چاہئے۔ ہاں جب مہمان آتے ہیں ہلکی پھلکی مہمان نوازی فرض ہے وہ کر دی جائے۔ اور پھر جس کے پاس وسائل ہیں وہ اگر دعوت کر لیتا ہے تو اپنے ہی وسائل سے خرچ کرتا ہے۔ اس کی دیکھا دیکھی اپنے پر بوجھ ڈال کر جس کے کم وسائل ہیں جس کی توفیق نہیں ہے اس کو قرض لے کر یا پھر امداد کی درخواست دے کر ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ اور کم وسائل والوں کو حتی المقدور کوشش یہی کرنی چاہئے جتنا کم سے کم خرچ ہو کریں کیونکہ ان کو تو اس بات پر خوش ہونا چاہئے کہ وہ اللہ کے نبی کی سنت پر عمل کر رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ احساس کمتری کا شکار ہوں۔

جماعت میں مریم شادی فنڈ کے نام سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک سکیم شروع فرمائی تھی تاکہ ضرورت مند بچیوں کی شادیوں کے لئے اخراجات یا فنڈ مہیا کیا جا سکے۔ تو اس میں سے ایک سادہ اندازے کے مطابق جماعت رقم دیتی ہے لیکن اس پر بھی بعض لوگوں کی طرف سے مطالبے آ جاتے ہیں کہ رقم تھوڑی ہے ہم نے یہ بھی خرچ کرنا ہے اور یہ بھی خرچ کرنا ہے، حالانکہ وہ تمام غیر ضروری اخراجات ہوتے ہیں ان کے بغیر بھی گزارا ہو سکتا ہے۔ اس لئے ایسے لوگوں کو بھی میں یہی کہتا ہوں کہ جماعت انشاء اللہ تعالیٰ اپنے وسائل کے مطابق احمدی بچیوں کا خیال رکھے گی ان کے اخراجات پورے کرنے کی کوشش کرے گی۔ شادیوں میں جو کچھ ہو سکتا ہے کیا جائے گا لیکن ان کے والدین کو بھی قناعت اور شکرگزاری اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنے خاص قریبیوں میں کس طرح قناعت کے اعلیٰ معیار پیدا کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔

حضرت عمرو بن تغلب ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بہت سا مال اور قیدی آئے، آپؐ نے ان اموال کو تقسیم فرمایا۔ کچھ لوگوں کو دیا اور بعض کو کچھ نہ دیا۔ آپؐ کو اطلاع ملی کہ جن لوگوں کو کچھ نہیں ملا بڑے افسردہ ہیں اور سمجھتے ہیں کہ شاید حضور ان سے ناراض ہیں۔ اس پر آپؐ تقریر کرنے کیلئے کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بعض اوقات میں ایک آدمی کو دیتا ہوں اور دوسرے کو نہیں دیتا۔ لیکن جس کو نہیں دیتا وہ اس آدمی سے زیادہ محبوب اور پیارا ہوتا ہے جس کو میں دیتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ میں کچھ لوگوں کو اس لئے دیتا ہوں کہ ان کے دلوں میں مال و دولت کی خواہش اور حرص ہوتی ہے۔ اور بعض کے متعلق مجھے یہ بھروسہ اور اطمینان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں بھلائی، بے نیازی اور استغناء رکھا ہے۔ اور عمرو بن تغلب بھی انہیں لوگوں میں شامل ہیں۔ عمرو کہتے ہیں کہ آپؐ کی اس بات سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اعلیٰ درجہ کے سرخ اونٹ پا کر بھی مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی۔

اس زمانے میں بھی ایک مثال ہمیں ملتی ہے، مثالیں تو کئی ہوں گی، ایک مثال میرے سامنے ہے۔ قادیان میں ایک دفعہ مہمان زیادہ آ گئے، حضرت میر محمد اسحٰق صاحب دارالضیافت کے انچارج تھے۔ کھانا نہیں بچا بلکہ کھانا پکانے والوں کے لئے بھی نہیں بچا تو ایک آدمی کا کھانا صرف رہ گیا۔ اور دو باورچی ایسے تھے جنہوں نے کھانا نہیں کھایا تھا۔ حضرت میر صاحب نے فرمایا کہ فلاں کو دے دو۔ اور دوسرے کو رہنے دو۔ شیطان تو ہر جگہ موجود ہوتا ہے نا، فتنہ پیدا کرنے کے لیے۔ ایک شخص تھا وہ دوسرے کے پاس گیا کہ دیکھو ایک آدمی کا کھانا تھا، میر صاحب نے اس کو دے دیا اور تمہیں نہیں دیا۔ دوسرے میں بڑی فراست تھی شاید یہ حدیث بھی اس کے سامنے ہو۔ اس نے کہا میر صاحب کو پتہ ہے کہ اس کو اگر کھانا نہ ملا تو اعتراض کرے گا اور اگر مجھے نہ ملا تو کوئی فرق نہیں پڑتا میں کوئی ایسی بات نہیں کروں گا۔ کیونکہ میر صاحب کا تعلق میرے سے زیادہ ہے۔

پھر سادگی، قناعت اور کسی پر بوجھ نہ بننے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو اس قدر تلقین فرماتے تھے کہ تکلیف گوارا کرتے رہتے تھے، کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے تھے اور اپنا جو بھی کام ہو، محنت مزدوری کر کے کماتے تھے اور خود کھاتے تھے۔

حضرت زبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تم میں سے جو شخص رسی لے کر جنگل میں جاتا ہے اور وہاں سے لکڑیوں کا گٹھا پیٹھ پر اٹھا کر بازار میں آتا ہے اور اسے بیچتا ہے اور اس طرح اپنا گزارا چلاتا ہے اور اپنی آبرو اور خودداری پر حرف نہیں آنے دیتا وہ بہت ہی معزز اور اس کا یہ طرز عمل لوگوں سے بھیک مانگنے سے ہزار درجے بہتر ہے۔ نہ معلوم وہ لوگ اس کے مانگنے پر اسے کچھ دیں یا نہ دیں‘‘۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ باب استعفاف عن المسالۃ)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ہمیں کیا نمونہ دکھاتے ہیں اور یہ نمونہ اپنے ماننے والوں سے بھی پسند کرتے تھے، سادہ زندگی کا اور قناعت کا۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصولوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم ایک سادہ زندگی بسر کرتے ہیں وہ تمام تکلفات جو آجکل یورپ میں لوازم زندگی بنا رکھے ہیں یعنی زندگی کے لیے لازمی ضروری سمجھے ہوئے ہیں۔ ان سے ہماری مجلس پاک ہے۔ رسم و عادت کے ہم پابند نہیں ہیں۔ اس حد تک کہ ہر ایک عادت کی رعایت رکھتے ہیں کہ جس کے ترک سے کسی تکلیف یا معصیت کا اندیشہ نہ ہو، باقی کھانے پینے اور نشست و برخاست میں ہم سادہ زندگی کو پسند کرتے ہیں۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۴۸۔ جدید ایڈیشن)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ مباحثہ امرتسر کے موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی امرتسر میں رہائش کا ایک منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور وہ اتنی چوڑی تھی کہ آپؑ کا نیچے کا جسم گھٹنوں تک زمین پر تھا مگر آپ نہایت بے تکلفی اور سادگی سے اس پر لیٹے ہوئے اٹھ بیٹھے۔ میں بیان نہیں کر سکتا کہ ان واقعات کا دکھ دیکھ کر میرے اور میاں اللہ دین صاحب کے دل پر کیا گزرا۔ آنکھوں کے سامنے نبی کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ گزر گیا۔ کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوریے پر آرام فرما رہے تھے، اٹھے تو لوگوں نے دیکھا کہ پہلوئے مبارک پر نشان پڑ گئے ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ! ہم لوگ کوئی گدّا بنوا کر حاضر کریں۔ ارشاد ہوا مجھے دنیا سے کیا غرض، مجھ کو دنیا سے اسقدر تعلق ہے جس قدر اس سوار کو جو تھوڑی دیر کے لیے راہ میں کسی سائے میں بیٹھ جاتا ہے۔ پھر اس کو چھوڑ کر آگے بڑھ جاتا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میاں اللہ دین صاحب نے کہا تھا کہ یہاں کوئی دری بچھا دی جائے تو فرمایا نہیں سونے کی غرض سے تو نہیں لیٹا تھا کام میں آرام سے حرج ہوتا ہے اور یہ آرام کے دن نہیں ہیں۔ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ۔ مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ صفحہ ۳۳۰)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کرنیل الطاف علی خان صاحب نے مجھ سے کہا کہ میں حضرت صاحب سے تخلیہ میں ملنا چاہتا ہوں۔ کرنیل صاحب کوٹ پتلون پہنے، داڑھی مونچھ منڈوائے ہوئے تھے۔ میں نے کہا تم اندر چلے جاؤ، باہر سے ہم کسی کو نہ آنے دیں گے۔ پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں، چنانچہ کرنیل صاحب اندر چلے گئے اور آدھ گھنٹے کے قریب حضرت صاحب کے پاس تخلیہ میں رہے۔ کرنیل صاحب جب باہر آئے تو چشم پر آب تھے۔ میں نے ان سے پوچھا آپ نے کیا باتیں کیں جو ایسی حالت ہے۔ یعنی رو رہے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ جب میں اندر گیا تو حضرت

Unique Frans Travel GmbH

یونیک فرانس ٹریول GmbH فرانکفورٹ، جرمنی

یونیک جماعت کے یونیک احباب کے لئے یونیک فرانس ٹریول GmbH آپ کی خدمت میں پیش پیش۔
دنیا بھر میں کسی بھی جگہ خوشگوار فضائی سفر کے لئے خصوصی رعایت کے ساتھ سستی اور یقینی نشستوں کے حصول کے لئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اس ضمن میں ہم سے جلد اور فوری رابطہ کریں تاکہ پریشانی سے بچا جا سکے۔
نوٹ: ارزاں ٹکٹوں کے ساتھ ہمارے ہاں اکثر زبانوں میں ترجمہ (Uebersetzung) کی سہولت بھی موجود ہے۔ ہم آپ کی خدمت کے لئے منتظر ہیں۔

Kaiser str . 64 Kaiserpassage 41 - 60329 Frankfurt / M
Tel: 069-24277977 + 069-24450992 = Fax : 069-230600

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar**

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

صاحب اپنے خیال میں بوریے پر بیٹھے ہوئے تھے لیکن بوریے پر حضور کا گھٹنا ہی تھا اور باقی زمین پر بیٹھے تھے میں نے کہا حضور زمین پر بیٹھے ہیں اور حضور نے یہ سمجھا کہ غالبًا میں (یعنی کرنیل صاحب) بوریے پر بیٹھنا پسند نہیں کرتا۔ اس لیے حضور نے اپنا صافہ بوریے پر بچھا دیا اور فرمایا آپ یہاں بیٹھیں۔ یہ حالت دیکھ کر میرے آنسو نکل پڑے اور میں نے عرض کی کہ اگرچہ میں ولایت میں بپتسمہ لے چکا ہوں مگر اتنا بے ایمان نہیں ہوا کہ حضور کے صافے پر بیٹھ جاؤں۔ حضور فرمانے لگے کچھ مضائقہ نہیں کوئی حرج نہیں آپ بلاتکلف بیٹھ جائیں میں صافے کو ہاتھ سے ہٹا کر بوریے پر بیٹھ گیا۔ اور میں نے اپنا حال سنانا شروع کیا کہ میں شراب بہت پیتا ہوں، دیگر گناہ بھی کرتا ہوں، خدا رسول کا نام نہیں جانتا لیکن میں آپ کے سامنے اس وقت عیسائیت سے توبہ کر کے مسلمان ہوتا ہوں۔ مگر جو عیوب مجھے لگ گئے ہیں ان کو چھوڑنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا استغفار پڑھا کرو اور پنجگانہ نماز پڑھنے کی عادت ڈالو۔ جب تک میں حضور کے پاس بیٹھا رہا میری حالت دگرگوں ہوتی رہی اور میں روتا رہا اور ایسی حالت میں اقرار کر کے کہ مَیں استغفار اور نماز ضرور پڑھا کروں گا آپ کی اجازت لے کر آ گیا، وہ اثر میرے دل پر اب تک ہے۔ (روایات حضرت منشی ظفر احمد صاحب۔ مرتبہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے صفحہ ۹۳۔۹۴)

آجکل ایک فیشن ہے چھری کانٹے سے کھانے کا وہ تو خیر کوئی حرج نہیں کھا لینا چاہئے لیکن اس فیشن میں کیونکہ یہاں کے لوگ بائیں ہاتھ سے کانٹا پکڑ کر کھاتے ہیں اس لیے بائیں ہاتھ سے کھایا جاتا ہے۔ اس بارے میں بھی احمدیوں کو جو اسلامی تعلیم ہے اس پر عمل کرنا چاہئے۔ رعب دجال میں آنے کی کوئی ضرورت نہیں تو اس کا استعمال تو غلط نہیں۔

میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا ایک ارشاد پڑھتا ہوں کہ آپ نے چھری کانٹے سے کھانے پر فرمایا: ''شریعت اسلام نے چھری سے کاٹ کر کھانے سے تو منع نہیں کیا۔ ہاں تکلف سے ایک بات یا فعل پر زور ڈالنے سے منع کیا ہے۔ اس خیال سے کہ اس قوم سے مشابہت نہ ہو جاوے ورنہ یوں تو ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری سے گوشت کاٹ کر کھایا اور یہ فعل اس لیے کیا کہ تا امت کو تکلیف نہ ہو۔ جائز ضرورتوں پر اس طرح کھانا جائز ہے مگر بالکل اس کا پابند ہونا اور تکلف کرنا اور کھانے کے دوسرے طریقوں کو حقیر جاننا منع ہے۔ کیونکہ پھر آہستہ آہستہ انسان کی نوبت تتبع کی یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ ان کی طرح طہارت کرنا بھی چھوڑ دیتا ہے۔ ''مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُم'' سے مراد یہی ہے کہ التزامًا ان باتوں کو نہ کرے ورنہ بعض وقت ایک جائز ضرورت کے لحاظ سے کر لینا منع نہیں ہے جیسے کہ بعض اوقات کام کی کثرت ہوتی ہے اور بیٹھے لکھتے ہوتے ہیں تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ کھانا میز پر لگا دو اور اس پر کھا لیا کرتے ہیں اور صف پر بھی کھا لیتے ہیں نیچے بیٹھ کے۔ چارپائی پر بھی کھا لیتے ہیں۔ ایسی باتوں میں صرف گزارا کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

فرمایا کہ ''تشبّہ کے معنے اس حدیث میں یہی ہیں کہ اس لکیر کو لازم پکڑ لینا ورنہ ہمارے دین کی سادگی تو ایسی شے ہے کہ جس پر دیگر اقوام نے رشک کھایا ہیا ور خواہش کی ہے کہ کاش ان کے مذہب میں ہوتی اور انگریزوں نے ان کی تعریف کی ہے اور اکثر اصول انہوں نے عرب سے لے کر استعمال کئے ہیں۔ مگر اب رسم پرستی کی خاطر مجبور ہیں ترک نہیں کر سکتے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۷۰۔ جدید ایڈیشن)

اب میں واقفین کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس پڑھتا ہوں۔ آج تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے حالات بہت بدل گئے ہیں اور واقفین زندگی کے لیے بھی جماعت وسائل کے لحاظ سے جس حد تک سہولتیں بہم پہنچا سکتی ہے پہنچانے کی کوشش کرتی ہے۔ لیکن واقفین زندگی اور اب واقفین نو بھی بعض اس عمر کو پہنچ گئے ہیں اور جامعہ میں بھی ہیں کچھ اور کالجوں میں پڑھ رہے ہیں ان کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ ہمیشہ پیش نظر رکھنے چاہئیں جو میں پڑھوں گا۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ: ''ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور پر کچھ کر کے دکھانے والے ہوں، علمیت کا زبانی دعویٰ کسی کام کا نہیں ہے۔ ایسے ہوں کہ نخوت اور تکبر سے بکلی پاک ہوں اور ہماری صحبت میں رہ کر یا کم از کم ہماری کتابوں کا کثرت سے مطالعہ کرنے سے ان کی علمیت کامل درجہ تک پہنچی ہوئی ہو۔ تبلیغ کے سلسلے کے واسطے ایسے آدمیوں کے دوروں کی ضرورت ہے، مگر ایسے لائق آدمی مل جاویں جو اپنی زندگی اس راہ میں وقف کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی اشاعت اسلام کے واسطے دور دراز ممالک میں جایا کرتے تھے۔ یہ جو چین کے ملک میں کئی کروڑ مسلمان ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی صحابہ میں سے کوئی شخص پہنچا ہوگا۔ اگر اسی طرح 20 یا 30 آدمی متفرق مقامات کو چلے جاویں۔ (اب تو اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ہزاروں دے دیے ہیں اب تو بہت جلد تبلیغ ہو سکتی ہے)۔ سینکڑوں تو میدان میں ہیں اور ہزاروں پیچھے سے آ رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر جب تک ایسے آدمی ہماری منشاء کے مطابق اور قناعت شعار نہ ہوں تب تک ہم ان کو پورے پورے اختیارات بھی نہیں دے سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ایسے قانع اور جفاکش تھے کہ بعض اوقات صرف درختوں کے پتوں پر ہی گزر کر لیتے تھے''۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۸۲۔ جدید ایڈیشن)

اس زمانے میں بھی کچھ عرصہ پہلے افریقہ میں بعض مبلغین ہمارے گئے ہیں اور وہ وسائل کی کمی کی وجہ سے معمولی غذا کھا کے ہی گزارہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ اپنی زندگیوں میں سادگی پیدا کریں اور قناعت پیدا کریں۔

❁❁❁❁......❁❁❁......❁❁❁❁

شان احمدؐ را کہ داند جز خداوند کریم

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ حکیم محمد حسین صاحب گوجرانوالیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ امرتسر میں آپؑ تشریف لائے اور آپؑ کے ساتھ کئی اور احباب بھی تھے۔ اور حکیم صاحب نے فرمایا کہ مَیں بھی ان اصحاب میں شمولیت کی سعادت رکھتا تھا۔ میاں نبی بخش صاحب رفوگر جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت ابتدائی صحابہ میں سے تھے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مع آپؑ کے صحابہ کے دعوت طعام فرمائی۔ اور ساتھ ہی مولوی احمد اللہ صاحب جو مولوی صاحب کے استادوں میں سے تھے اور جنہوں نے باوجود علمائے مکفرین کے زور اپنے استفتاء پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت فتویٰ تکفیر دینے اور دستخط کرنے سے انکار کیا، ان کی دعوت بھی میاں نبی بخش صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کی۔ اور جب مدعووین میاں صاحب موصوف کے ہاں دعوت کے لئے تشریف لائے تو بر موقعہ دعوت مولوی احمد اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک کلام منظوم کو پیش کر کے دریافت کیا کہ اس کے متعلق اکثر علماء اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کلام اپنے اندر غلو رکھتا ہے۔ اور وہ یہ شعر ہے ؎

شان احمدؐ را کہ داند جز خداوند کریم
آں چناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

مولوی احمد اللہ صاحب نے عرض کیا کہ اس شعر کا دوسرا مصرع جس میں فرمایا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی ہستی سے الگ ہو گئے جیسے احمد سے میم (م) الگ کر دیا جائے اور باقی احد رہ جائے۔ اس کا یہی مطلب سمجھا جاتا ہے گویا کہ آپ خدا بن گئے۔ تو اس میم (م) کو بعض علماء بصورت غلو خیال کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے جواب میں فرمایا:

اس کا وہ مطلب نہیں جو غلو کی شکایت کرنے والے معترض علماء سمجھتے ہیں۔ بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت رسول کریم ﷺ اپنی بے نفسی اور شان عبودیت میں احد یعنی یگانہ اور یکتا ہے۔ اور جس شان کی عبودیت اور بے نفسی کا نمونہ آپؐ نے دکھایا اس کی نظیر اور کسی جگہ نہیں ملتی۔ تو احمد سے میم (م) کی علیحدگی سے احد کے پائے جانے کا مطلب صرف رسول کریم ﷺ کی شان عبودیت کی بے نظیری اور یکتائی کے لحاظ سے پیش کیا گیا ہے اور یہ امر اہل اسلام میں سے کسی کے نزدیک قابل اعتراض نہیں۔

اس جواب کو سن کر مولوی احمد اللہ صاحب بہت خوش ہو گئے۔ اور خود اس معنے اور مفہوم کے ساتھ اتفاق ظاہر کیا کہ اس معنے کے لحاظ سے یہ کلام بالکل بجا اور درست ہے۔

(مرسلہ: احمد طاہر مرزا۔ ربوہ)

❁❁❁❁❁

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ:رپورٹ دورہ نائیجیریا ازصفحہ اول

یہ میٹنگ بیس منٹ تک جاری رہی۔حضورانور ایدہ اللہ نے نائیجیریا کے لئے روانگی سے قبل مشن ہاؤس کے احاطہ میں ناریل کا ایک پودا لگایا۔

سوا دس بجے احمدیہ مشن ہاؤس پورٹونووو(Portonovo) (بینن) سے نائیجیریا کے لئے روانگی ہوئی۔ اس موقع پر حضورانور کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد مشن ہاؤس سے باہر جمع تھی۔ٹوگو سے آنے والا وفد بھی موجود تھا۔حضورانور نے ان سب احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔احباب جماعت کے چہرے اداس تھے۔سبھی احباب سے مصافحہ کے بعد حضورانور نے بڑی پرسوز دعا کروائی اور قافلہ نعرہ ہائے تکبیر، احمدیت زندہ باد کے فلک شگاف نعروں کی گونج میں نائیجیریا کے لئے روانہ ہوا۔

قافلہ کی روانگی جماعت احمدیہ نائیجیریا کی گاڑیوں میں ہوئی۔ایک روز قبل امیر صاحب نائیجیریا مکرم الحاج جی۔ایم۔مشانو صاحب، ذکراللہ ایوب صاحب، نائب امیر نائیجیریا اور سعیدالرحمٰن صاحب مبلغ سلسلہ چند خدام اور سات گاڑیوں کے ساتھ پورٹونووو (بینن) پہنچ چکے تھے۔

دس بج کر پینتالیس منٹ پر قافلہ بینن کے بارڈر Idiroko پہنچا۔بارڈر پر جو دلربا منظر نظر آیا وہ ناقابل بیان ہے۔بارڈر کے ایک طرف بنین کے احباب جماعت جن میں مرد وخواتین اور بچے شامل تھے حضورانور کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھے اور بارڈر کے دوسری طرف نائیجیریا جماعت کی ایک کثیر تعداد اپنے پیارے آقا کے استقبال کے لئے صبح سے ہی موجود تھی۔دونوں جماعتیں آمنے سامنے کھڑی تھیں۔ایک طرف حضورانور کو الوداع کہا جارہا تھا۔بینن کے مرد وخواتین سبھی بچے رو رہے تھے۔ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ان میں سے ہر ایک اپنے پیارے امام کو محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا اور اپنا ہاتھ ہلا رہا تھا۔ہر ایک کی نظریں حضورانور کے چہرہ مبارک پر مرکوز تھیں۔اور دوسری طرف نائیجیریا کے عشاق مسلسل نعرہ ہائے تکبیر، احمدیت زندہ باد، خلیفۃ المسیح زندہ باد کے نعرے بلند کررہے تھے۔ان کے چہرے خوشی سے تمتما رہے تھے۔حضورانور دونوں طرف ہاتھ ہلا کر ان کے والہانہ نعروں اور سلام کا جواب دے رہے تھے۔

بارڈر پر حضورانور کی آمد سے قبل ہی امیگریشن کے تمام انتظامات مکمل کر لئے گئے تھے۔وہاں کے عملہ نے بھرپور تعاون کا مظاہرہ کیا۔اسی طرح اوگن سٹیٹ (Ogun State) گورنمنٹ نے پولیس کی گاڑی قافلہ کے ساتھ چلنے کے لئے مہیا کی تھی۔

بارڈر پر مکرم عبدالخالق نیر صاحب نائب امیر ومشنری انچارج نائیجیریا، مبلغین سلسلہ اور واقفین زندگی ڈاکٹرز اور ٹیچرز اور نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران نے حضورانور کا استقبال کیا۔حضورانور نے ان سب احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔عزیزم عبدالحمید عبدالنصیر نے حضورانور کی خدمت میں پھولوں کا گلدستہ پیش کیا اور عزیزہ نتاشہ ندیم ماہم نے حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں پھولوں کا گلدستہ پیش کیا اور محترمہ صدر صاحبہ لجنہ نائیجیریا مسز قدرت راجی صاحبہ اور ممبرات لجنات نے بیگم صاحبہ کو خوش آمدید کہا۔بارڈر پر محترم الحاج آدم، کسٹم کنٹرولر کی شدید خواہش تھی کہ حضورانور کو خوش آمدید کہیں لیکن آفیشل کام کی وجہ سے انہیں Idiroko سے باہر جانا پڑا۔لیکن جاتے ہوئے وہ ڈپٹی امیگریشن کنٹرولر محترم عبداللہ علی صاحب کو لکھ کر دے گئے کہ میری شدید خواہش تھی کہ حضورانور کو خوش آمدید کہوں لیکن آفیشل کام کی وجہ سے مجبور ہوں۔میری طرف سے حضورانور کو محبت بھرا سلام اور دعا کی درخواست کریں۔جس کو حضورانور نے ازراہ شفقت قبول فرمایا۔بارڈر پر امیگریشن اور کسٹم کے آفیسران نے بھی حضورانور کا پرتپاک استقبال کیا۔حضورانور نے ازراہ شفقت ان افسران کو بھی شرف مصافحہ بخشا۔اس کے بعد حضورانور نے دعا کروائی اور نائیجیریا کے شہر الارو (Ilaro) کے لئے روانہ ہوئے۔

راستہ میں تمام اہم جگہوں پر پولیس کے ساتھ خدام الاحمدیہ نے ٹریفک کنٹرول سنبھالا ہوا تھا۔ حضورانور ایدہ اللہ کی آمد پر ٹریفک روک دی جاتی تھی۔راستے میں تمام قریبی جماعتیں حضورانور کو خوش آمدید کہنے کے لئے سڑک کے دونوں اطراف موجود تھیں۔حضورانور کی آمد پر ہاتھوں میں جھنڈیاں اور بینرز لئے ہوئے والہانہ انداز میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھ رہے تھے۔

ساڑھے گیارہ بجے حضورانور Owode جماعت پہنچے جہاں پر سرکٹ پریذیڈنٹ محترم عبدالرشید آریو صاحب اور سرکٹ مشنری محترم عبدالحمید عبدالعزیز صاحب نے حضورانور کا استقبال کیا۔عزیزہ شامہ الیاس نے پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔علاقہ کے تمام امام اور چیف حضورانور کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ہزارہا احمدی احباب اپنے پیارے امام کی آمد کے منتظر تھے اور دلکش انداز میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ورد کررہے تھے اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کررہے تھے۔حضورانور نے یہاں Owode مسجد کا افتتاح فرمایا اور دعا کروائی۔

یہاں سے پھر قافلہ 'الارو' کی طرف روانہ ہوا۔راستہ میں سڑک کے دونوں اطراف خدام جھنڈیاں لئے کھڑے تھے۔ ۱۲ بج کر ۵ منٹ پر قافلہ 'الارو' گیسٹ ہاؤس پہنچا۔یہاں پر محترم امتیاز احمد نوید صاحب مبلغ سلسلہ الارو سرکٹ اور احباب جماعت نے حضورانور کو خوش آمدید کہا۔

تین بجے سہ پہر حضورانور 'الارو' شہر کے Orete ایریا میں احمدیہ مسجد کے افتتاح کے لئے تشریف لے گئے جہاں پر نسیم احمد صاحب بٹ مبلغ سلسلہ اور سرکٹ پریذیڈنٹ محترم ایم۔اے۔پوپولہ صاحب، محترم ڈاکٹر محمد ثاقب صاحب اور احباب جماعت نے بڑے والہانہ انداز میں حضورانور کو خوش آمدید کہا۔حضورانور نے مسجد کا افتتاح فرمایا اور دعا کروائی اور مسجد کو دیکھ کر خوشنودی کا اظہار فرمایا اور مسجد کے سامنے ہی الطاہر سیکنڈری سکول کی بنیاد بھی حضورانور نے اپنے ہاتھ سے رکھی اور دعا کروائی۔

مسجد کے افتتاح اور سنگ بنیاد کی اس تقریب کے بعد حضورانور تین بج کر پچیس منٹ پر جلسہ گاہ تشریف لے گئے جہاں ۳۰ ہزار کی تعداد میں احباب جماعت نے حضورانور کا والہانہ استقبال کیا۔سارا جلسہ گاہ نعروں سے گونج رہا تھا۔جلسہ گاہ کو جھنڈوں اور بینرز کے ساتھ سجایا گیا تھا۔ایک بہت بڑی مارکی مردوں کے لئے اور ایک بڑی مارکی عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ لگائی گئی تھی۔یہ جلسہ گاہ جامعہ احمدیہ Ilaro کے احاطہ میں بنائی گئی تھی۔

جب حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ گاہ پہنچے تو مکرم امتیاز احمد نوید صاحب مبلغ سلسلہ پرنسپل جامعہ احمدیہ نے اپنے سٹاف اور جامعہ اور حافظ کلاس کے طلباء کے ساتھ حضورانور کا استقبال کیا۔عزیزم فرہاد احمد مونس نے حضورانور کو پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔اس موقع پر جامعہ احمدیہ اور حافظ کلاس کے طلباء نے نظم ''اے مسیحا نفس......'' ترنم کے ساتھ پڑھی۔اس کے بعد ''ہے دست قبلہ نما لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' پڑھی۔افریقن بچوں کے منہ سے اردو زبان میں یہ نظمیں بہت ہی بھلی معلوم ہوتی تھیں۔

خدام الاحمدیہ نائیجیریا نے حضورانور کی خدمت میں گارڈ آف آنر پیش کیا۔حضورانور نے لوائے احمدیت لہرایا جب کہ امیر صاحب نے نائیجیریا کا قومی جھنڈا لہرایا۔اس کے بعد حضورانور نے دعا کروائی۔ بعد ازاں حضور انور جامعہ احمدیہ کے باقاعدہ معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔جامعہ احمدیہ کے پرنسپل مکرم امتیاز احمد نوید صاحب نے جامعہ احمدیہ کا تعارف کروایا ۔حضورانور نے لائبریری، سٹاف روم، ہوسٹل، ڈائننگ روم وغیرہ کا معائنہ فرمایا اور ضروری ہدایات سے بھی نوازا۔حضورانور نے جامعہ احمدیہ کی ریمارکس بک پر لکھا:

May Allah make the students of Jamia Ahmadiyya true servants of Islam. May Allah excell them in knowledge and piety. May Allah make the students true lovers of Khilafat-e-Ahmadiyya.

اس کے بعد حضورانور نے حافظ کلاس کے ہوسٹل کی بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھی۔ایک بلاک امیر صاحب نے بھی رکھا۔پھر حضور نے دعا کروائی۔اس کے بعد حضورانور قبرستان میں قطعہ موصیان میں بھی تشریف لے گئے جہاں مبلغ سلسلہ مکرم عبدالرشید اگبولہ صاحب مرحوم اور صدر لجنہ W.A.T.Kole کی قبروں پر دعا کی۔ اس کے بعد حضور جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔تین بج کر ۵۵ منٹ پر نماز ظہر وعصر پڑھائیں۔اور چار بج کر دس منٹ پر جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔

کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم مولوی عبداللطیف الوری صاحب مبلغ سلسلہ نے کی۔معلم محمد جلیل عبدالمجید صاحب نے ترنم سے نظم ''وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا'' پڑھی جس سے لوگ بہت خوش ہوئے۔

نظم کے بعد مکرم امیر صاحب نائیجیریا نے حضورانور کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔اس کے بعد حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت سے خطاب فرمایا:

حضور نے فرمایا کہ ہم بہت خوش قسمت ہیں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے حضور اکرم ﷺ کی پیشگوئی کو پورا ہوتے ہوئے دیکھا اور ہمیں امام الزمان علیہ السلام کی شناخت کی توفیق ملی جبکہ مختلف مذاہب کے لاکھوں پیروکار ابھی تک ایک ہادی کے منتظر ہیں۔ہر احمدی کو سوچنا چاہئے کہ بیعت کے بعد اس میں کیا تبدیلی آئی ہے۔اس سلسلہ میں پہلی بات خداتعالیٰ کی شناخت، اس کی عبادت، اس کی تعلیمات کے مطابق پنج وقتہ نماز کا قیام ہے۔نظام جماعت کی اطاعت اور خلیفہ وقت سے وفاداری کے تعلق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی۔اور کوئی بھی ہماری ترقی میں روک نہیں بن سکے گا۔انشاء اللہ۔

حضورانور نے احادیث کی روشنی میں نظام جماعت کی اطاعت کی اہمیت واضح فرمائی۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

حضور نے فرمایا کہ امیر کی اطاعت ہر قسم کے حالات میں لازم ہے۔اچھا نمونہ پیش کریں۔کسی بھی حد سے تجاوز نہ کریں۔

عہدیداروں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ محنت سے کام کریں اور اپنے منصوبہ جات سوچ سمجھ کر بنائیں اور پھر محنت سے ان پر عمل کریں۔امیر اکیلے کام نہیں کرسکتا۔ہر عہدیدار کو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کام کرنا چاہئے۔اور قوانین وضوابط کے مطابق کام کریں۔

لجنہ اماء اللہ کو نصیحت کرتے ہوئے حضورانور نے فرمایا کہ اگر انہوں نے اپنے مقام کو نہ پہچانا تو نئی نسل کے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں۔اپنی اصلاح کریں اور اسلامی تعلیمات کے مطابق نئی نسل کی تربیت کریں۔موجودہ معاشرے میں کئی اخلاقی خرابیاں ہیں۔اپنے تحفظ کے ساتھ ساتھ نئی نسل کو بھی بچائیں۔ایک حدیث مبارک کے مطابق جو عورت پنجگانہ نماز پر قائم ہو، رمضان میں روزے رکھے، اخلاقی برائیوں سے بچے، خاوند سے وفاداری کرے اسے جنّت کے دروازہ سے داخلہ کی بشارت ہے۔

حضورانور نے خدام الاحمدیہ کو ذاتی اصلاح کی طرف توجہ دلائی۔حضرت مصلح موعودؓ کے قول کے مطابق ''قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں ہوسکتی۔'' احمدیت کی تعلیم پر عمل پیرا ہوں۔معاشرے

کے بُرے اثرات سے بچیں اور اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کریں۔ تعلیمی میدان میں مقام پیدا کریں، اچھا سائنسدان، ڈاکٹر، انجینئر اور ماہر زراعت احمدی نوجوانوں سے ملنا چاہئے۔ سخت محنت کی عادت ڈالیں۔ سستیاں ترک کردیں، جہاں بھی کام کریں اس روح سے کام کریں تو کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ نظام جماعت سے وفادار رہیں، اپنے عہد کے مطابق، جان و مال اور وقت کی قربانی کے لئے تیار رہیں۔ حضور انور نے مجلس خدام الاحمدیہ نائجیریا کی کارکردگی پہ اظہار خوشنودی فرمایا۔

طلباء جامعہ احمدیہ سے مخاطب ہوتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ آپ دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اس مقصد کی وجہ سے آپ پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس ذمہ داری کو وفاداری اور محنت سے ادا کریں۔ اساتذہ کرام کا ادب و احترام کریں۔ جس سے ایک لفظ بھی سیکھا ہے اس کا احترام کریں۔ جو علم حاصل کریں وہ دوسروں تک پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو اور ہمیشہ مددگار ہو۔ آمین۔

آخر پر حضور انور نے دعا کروائی اور اس یک روزہ جلسہ کی کارروائی اپنے اختتام کو پہنچی۔ اس جلسہ میں ۱۲ سو کلومیٹر کے فاصلوں سے دور دراز کے سفر کر کے احباب جماعت شامل ہوئے۔ نائجیریا کا اپنا جلسہ سالانہ دو ماہ قبل منعقد ہو چکا تھا۔ اب یہ لوگ صرف اور صرف اپنے پیارے امام کو دیکھنے کے لئے آئے تھے۔ آج کے اس اجلاس میں ۳۰ ہزار سے زائد مرد و زن شامل ہوئے۔ TV اور ریڈیو کے نمائندے تشریف لائے تھے جنہوں نے جلسہ کی کارروائی کو کوریج دی۔

دعا کے بعد حضور انور لجنہ کی مارکی کی طرف تشریف لے گئے۔ جانے سے قبل فرمایا کہ آپ سب بیٹھے رہیں تمام احباب جماعت نے کامل اطاعت کا نمونہ دکھایا اور کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ اٹھا۔ جب حضور انور لجنہ کی جلسہ گاہ میں داخل ہوئے تو ۱۵ ہزار سے زائد خواتین اور بچیاں بڑے ترنم سے لا الہ الا اللہ کا ورد کر رہی تھیں۔ حضور انور کا سٹیج پر صدر صاحبہ لجنہ نائجیریا نے استقبال کیا۔ خواتین نے والہانہ نعرے لگائے۔ حضور انور نے فرمایا میں نے اپنے خطاب میں لجنہ کو مخاطب ہو کر جو کہنا تھا کہہ دیا، اب یہاں آپ کو السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ کہنے آیا ہوں۔ اس پر تمام خواتین نے یک زبان ہو کر اور اپنے ہاتھوں میں لئے سفید رومال لہرا کر وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ کہا۔

ناصرات نے لوکل زبان میں استقبالیہ نظمیں پڑھیں۔ یہ بڑا روح پرور منظر تھا۔ ان بچیوں کے ساتھ پندرہ ہزار سے زائد خواتین یک زبان ہو کر ان نظموں کے بعض مصرعے اپنے رومال لہرا لہرا کر پڑھتی تھیں۔ ان کو خلافت سے جو محبت اور پیار اور اخلاص و وفا کا تعلق تھا وہ ان کی آنکھوں، زبان اور چہروں سے خوب عیاں تھا۔ حضور انور کی خدمت میں بچیوں نے پھول پیش کئے اور پھر ناصرات نائجیریا نے اردو نظم ''بلبل کا بچہ کھاتا تھا کھچڑی، پیتا تھا پانی'' بڑے پیارے انداز میں پڑھی جس سے حضور انور بہت محظوظ ہوئے اور خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ لجنہ کی طرف سے حضور انور کے استقبال اور خوش آمدید کا نظارہ بڑا دلکش تھا۔ ہر کوئی خوشی سے جھوم رہا تھا۔ حضور انور نے واپس جاتے ہوئے پھر فرمایا کہ میں آپ کو سلام کہنے آیا تھا۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ جواب میں پھر سب نے یک زبان ہو کر وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ کہا۔

اس کے بعد جامعہ احمدیہ کے سٹاف اور طلباء نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوائی۔ حافظ کلاس کے بچوں کی بھی تصویر ہوئی۔ اس کے بعد قافلہ کی روانگی جماعت کے نیشنل ہیڈکوارٹر اوجوکورو کے لئے ہوئی۔ Ilaro سے Ojokoro کا فاصلہ ۵۰ کلومیٹر ہے۔ پولیس کا اسکواڈ ہمراہ تھا۔ شام سات بجے جب حضور انور جماعت کے نیشنل ہیڈکوارٹر اوجوکورو پہنچے تو وہاں پر نائب امیر محترم الحاجی الحسن صاحب اور محترم ڈاکٹر مرزا طارق صاحب اور احباب جماعت کی کثیر تعداد نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور بچوں نے پھول پیش کئے۔ جماعت کے اس کمپلیکس میں تین گیسٹ ہاؤسز پر مشتمل ایک نیا کمپلیکس تعمیر کیا گیا ہے جس کا نام ''مسرور گیسٹ ہاؤس کمپلیکس'' رکھا گیا۔ حضور انور نے اس کا افتتاح فرمایا اور دعا کروائی۔ ۹ بج کر ۵۰ منٹ پر حضور ایدہ اللہ نے نماز مغرب و عشاء احمدیہ مسجد اوجوکورو میں جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے۔

خلیفۂ وقت کی دعاؤں سے فیض یاب ہونے کا راز

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''بے شمار لوگ مجھے دعا کے لئے لکھتے رہتے ہیں۔ میری ذات کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں...... لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے منصب خلافت پر فائز فرمایا ہے۔ اس لئے اگر کسی احمدی کو منصب خلافت سے پیار نہیں یا اس مقام سے سچا عشق نہیں تو خلیفۂ وقت کی دعا بھی اس کے حق میں قبول نہیں ہوگی۔ اس لئے زبانی اور عملی طور پر بھی اطاعت خلافت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی کی دعائیں سنے گا جو خلافت سے سچی وفاداری رکھتا ہے''۔ (الفضل ۶؍فروری ۲۰۰۱ء)

دنیائے طب

(ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی۔ لندن)

ایچ۔آر۔ٹی (HRT)

ایچ آر ٹی (HRT) سے مراد ان ہارمون کی کمی کو پورا کرنا ہے جو عورتوں میں حیض لانے میں کاربند ہیں۔ یہ ہارمون عمر کے ساتھ ساتھ کم ہوتے ہوتے ختم ہو جاتے ہیں اور تب حیض آنا بند ہو جاتے ہیں۔ ان ہارمون کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ عورتوں میں قدرے جوانی کی سی حالت رہتی ہے اور ہڈیاں جو کمزور اور بڑھ جاتی ہیں ان ہارمونز کی بنا پر مضبوط رہتی ہیں۔ چنانچہ اس کا بڑے وسیع پیمانے پر استعمال کیا جاتا ہے اور بڑی کثرت سے اس کی ترغیب دی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر جوانی کی عمر میں قدرۃً پیدا ہوئے ہارمون سے عورت کو نقصان نہیں پہنچتا تو پھر حیض بند ہونے کے بعد جب مصنوعی طور پر عورتوں کو یہ ہارمون دئے جائیں تو بھلا کیونکر نقصان ہو سکتا ہے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ HRT سے جوان عورتوں کو ہم عمر مردوں پر جو فوقیت ہے یعنی دل کی بیماری اور ہارٹ اٹیک کا کم ہونا اور بلڈ پریشر کے اثرات کم ہونا وغیرہ، حیض بند ہونے کے بعد برقرار رکھے جا سکتے ہیں۔

لیکن دنیائے طب میں اس خیال پر کچھ بے چینی کا اظہار وقتاً فوقتاً ہوتا رہا ہے اور کہا جاتا رہا ہے کہ اگر قدرت نے حیض بند کئے ہیں تو انہیں جاری رکھ کر جوانی کے فوائد برقرار رکھنا ضرور کوئی قیمت لے گا۔ چنانچہ امریکہ کے نامور جریدہ Jama میں ایک تحقیق کے نتائج شائع ہوئے جس کے مطابق HRT کو صرف تھوڑے عرصہ کے لئے دینا چاہئے۔ یعنی ان چند ماہ یا سال تک کے لئے جب تک حیض کے بند ہونے کے دوران جو تکلیف دہ علامتیں ہوتی ہیں وہ ختم نہ ہو جائیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تحقیق کے مطابق (جو ۱۶۵۰۰ سے زائد عورتوں پر کی گئی جو پچاس سے ۷۹ سال تک کی عمر کی تھیں) فالج ہونے کا امکان ڈیڑھ گنا بڑھ جاتا ہے۔ تحقیق کا دوسرا حصہ جو ۴۵۰۰ سے زائد عورتوں پر مشتمل تھا جو ۶۵ سال کی عمر سے زیادہ تھیں نے ظاہر کیا کہ ان عورتوں میں HRT زیادہ عرصہ لینے سے (یعنی پانچ سال سے زائد) بھولے کی بیماری (Alzhemere) کے امکان کچھ بڑھ جاتے ہیں۔ یعنی اگر دس ہزار عورتیں HRT استعمال کرتی ہیں تو ہر سال ۲۳ ہزار سے زیادہ عورتوں کو Alzhemere کی بیماری ہوگی بنسبت ان دس ہزار عورتوں کے جو HRT استعمال نہیں کر رہیں۔

حیض بند ہونے والے ہوں تو عورتوں کو سب سے تکلیف دہ علامت یہ ہے کہ سارے جسم میں گرمی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ اسے انگریزی میں Hot Flush کہتے ہیں۔ کئی عورتوں کو یہ علامت دن میں کئی بار ہوتی ہے اور سخت سردی میں بھی کھڑکیاں کھولنے کو جی چاہتا ہے۔ HRT کے منفی اثرات کے کے ڈر سے اس کے متبادل طریق علاج دریافت کئے جا رہے ہیں۔

سیروکسیٹ (Seroxat)

سیروکسیٹ جسے امریکہ میں Paxil بھی کہتے ہیں ایک ایسی دوائی ہے جسے ڈیپریشن میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ اس مرض میں علاج کے لئے جدید دوا ہے اور بڑی مؤثر ہے۔ اس کے استعمال کے دوران اس کا ایک Side Effect یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ Hot Flush کو روکتی ہے۔ چنانچہ امریکہ میں اس نقطہ پر ایک تحقیق کی گئی جس کے نتائج سامنے آئے ہیں۔ اس کے مطابق قریباً دو تہائی عورتوں کو اس دوائی کے کھانے سے حیض کی تکلیف دہ علامتوں سے افاقہ پہنچا۔

سیروکسیٹ کا ایک فائدہ تو معلوم ہو چکا۔ ڈیپریشن میں بھی یہ خاصی مؤثر دوائی ہے لیکن صرف بڑی عمر کے لوگوں میں۔ امریکی تحقیق ہی کے مطابق اگر یہ دوائی اٹھارہ سال سے کم عمر کے بچوں میں ڈیپریشن کے علاج کے لئے استعمال کی جائے تو ان کے ذہنوں پر اس کا اثر مختلف ہوتا ہے۔ اس گروپ میں خودکشی کی شرح دگنی ہو جاتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ڈیپریشن پیچیدہ بیماری ہے اور بچوں میں اس کی نوعیت مختلف ہوتی ہے۔ عین ممکن ہے کہ اس دوا سے سب بچوں کے ڈیپریشن کا ایک حصہ تو ٹھیک ہو جاتا ہو لیکن دوسرا حصہ جو انسان کو اپنی وقعت اتنی کم کر دکھاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہلاک کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اسے تقویت دیتا ہو۔ بہرحال اس دوا کو اب بچوں میں استعمال نہیں کیا جاتا۔

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،

مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

عدل سے انحراف کا نتیجہ اندھیر نگری

(خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کا نظام عدل کے اصول پر رکھا ہے۔کھربوں کھرب آسمانی کُرّے توازن کے اصول پر اپنے اپنے دائرہ میں گردش کر رہے ہیں۔عدل ہی کے نظام پر ملک ،قومیں ،جماعتیں اور خاندان قائم و دائم رہتے ہیں اور فتنہ وفساد سے محفوظ رہتے ہیں۔کامل عدل ہی وہ بنیاد ہے جس پر ایک اچھی حکومت قائم رہ سکتی ہے خواہ طرز حکومت کوئی بھی ہو، اسلامی ہو،سیکولر(غیر متعصب،غیر مذہبی)،پارلیمانی، صدارتی یا بادشاہت ہو۔اگر زندگی کے ہر پہلو میں کامل عدل کا دور دورہ ہوتو یہی وہ نظام ہے جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔

کامل عدل کا تقاضہ ہے کہ سب کے لئے ایک ہی قانون ہو۔’’ قانون اور انصاف سب کے لئے یکساں‘‘ ہونے کا اصول سب سے زیادہ وضاحت سے اسلام نے پیش کیا ہے۔چنانچہ جسٹس محمد منیر مرحوم سابق چیف جسٹس آف پاکستان قرآن کریم کی متعدد آیات اور خلفائے راشدین کے زمانہ کے واقعات پیش کر کے اس بنیادی اصول کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:’’ (ترجمہ از انگریزی)اسلام کا بنیادی نظریۂ ہے کہ قانون سب کے لئے مساوی ہوتا ہے۔جبکہ باقی دنیا میں دستوری طور پر مساوات کا اصول سب سے پہلے ۱۸ ویں صدی کے آخر میں امریکہ میں تسلیم کیا گیا۔جدید نظام ہائے قانون میں جج اس بات کا حلف اٹھاتا ہے کہ وہ بغیر کسی خوف ورعایت کے محبت ونفرت کے جذبات سے علیحدہ ہوکر انصاف کرے گا۔‘‘

(اسلام ان ہسٹری۔مطبوعہ کتاب بھون دہلی ص ۸۷)

پاکستان میں جس طرح مسلسل عدل سے انحراف کیا گیا ہے اور اس کے نتیجہ میں تنگ نظری ، فرقہ پرستی اور تشدّد کوفروغ حاصل ہوا اس پر جسٹس جاوید اقبال (فرزند علامہ اقبال) نے اپنی کتاب’’ اپنا گریباں چاک‘‘ میں کچھ تبصرے کئے ہیں جن میں سے بعض پیش خدمت ہیں۔چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب پاکستان کے مخلص ترین خادم تھے۔عدل و انصاف کا تقاضہ ہے کہ ان کی خدمات قوم و ملک یاد رکھے مگر پاکستانی میڈیا (سرکاری و غیر سرکاری) کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ بر سبیل تذکرہ بھی آپ کا نام نہ آنے پائے۔پاکستان کے اس عظیم فرزند کا ذکر جسٹس جاوید اقبال نے تعریف کے رنگ میں کیا ہے۔آپ لکھتے ہیں:

’’اس زمانے میں (مراد ۱۹۵۶ء۔ناقل) فرسٹ پولیٹیکل کمیٹی کے ایجنڈے پر بیشتر موضوعات نوآبادیاتی علاقوں کی آزادی سے متعلق زیر بحث تھے۔ ان میں اکثر ممالک مسلم تھے۔مثلاً مراکو،الجیریا اور تیونس۔اور سر ظفر اللہ خان نہایت عمدگی سے ان کا کیس پیش کیا کرتے۔ان کی عدم موجودگی میں میں ان کی کرسی سنبھالتا تھا۔سپیشل پولیٹیکل کمیٹی میں فلسطین ، جنوبی افریقہ اور اسی طرز کے معاملات پر بحث ہوا کرتی تھی۔بسا اوقات مجھے بھی اسمبلی کی نشستوں پر بولنا پڑ جاتا۔ہر شام کسی نہ کسی ڈپلومیٹک پارٹی یا کھانے پر جانا پڑتا اور خوب وقت گزرتا۔کیونکہ یہ زندگی بھی ایک اپنی نوع کی عیاشی کی زندگی تھی۔اس میں سفیر اور دیگر حضرات کام کے بعد شراب و شباب کے کھیل میں مشغول ہو جاتے۔سر ظفر اللہ خان واحد شخصیت تھے جو اَیسی محفلوں میں نظر نہ آتے بلکہ یو این کے مَیڈی ٹیشن روم کو اپنی عبادت کے لئے استعمال کرتے۔شائد اس عبادت کے کمرے کو ان کے سوا کوئی استعمال نہ کرتا تھا۔‘‘ (ص۱۰۵)

کشمیر میں رائے شماری کرانے سے متعلقہ سیکورٹی کونسل کی قرار داد جسکا تقریباً ہر روز پاکستانی میڈیا میں میں تذکرہ ہوتا ہے وہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ہی کی کوشش کا نتیجہ تھا۔اس بارہ میں جسٹس جاوید اقبال لکھتے ہیں:

’’اس موضوع پر اصلی معرکہ تو سر ظفر اللہ خان اور کرشنا مینن کے درمیان ہوتا تھا۔گھنٹوں لمبی منہ زبانی تقریریں ہوا کرتیں تھیں کیونکہ اس زمانہ میں یو۔این۔ او کے ممبر ملکوں کی تعداد زیادہ نہ تھی۔‘‘

(ایضاً صفحہ ۱۰۷)

اسلامی نظام حکومت کا اساسی نظریہ’’ عدل‘‘ ہوتا ہے۔عدل کا مطلب ہے’’ سب کے لئے ایک ہی قانون‘‘،یعنی کسی بھی فرد،طبقۂ آبادی،فرقہ،مذہب، رنگ ونسل،قوم یا ملک کے ساتھ امتیازی سلوک روا نہیں رکھا جا سکتا۔کوئی ایسا امتیازی قانون نہیں بنایا جا سکتا جو کسی ایک طبقہ،گروہ یا جماعت کے ساتھ مخصوص ہو اور دوسروں پر اس کا اطلاق نہ ہوتا ہو۔اصل بات یہ ہے کہ عدل ایک آفاقی سچائی ہے جس کی سرشت نہ مشرقی ہے نہ مغربی۔سورج کی طرح اس کی روشنی بلا امتیاز ہر فرد و گروہ کو یکساں منور کرتی ہے۔اگر کسی مسلمان ملک کا یہ حق تسلیم کیا جائے کہ وہ اپنے اسلامی قوانین زبردستی غیر مسلموں پر نافذ کرے تو عدل کے اصول کے مطابق یہی حق غیر مسلم حکومتوں کو بھی دینا پڑے گا کہ وہ اپنے مذہبی قوانین کا اطلاق اپنے ملکوں میں بسنے والی مسلم اقلیّتوں پر بھی کرے۔مثلاً ہندوستان کو حق ہوگا کہ منوسمرتی کا قانون مسلمانوں پر بھی لاگو کرے اور اسرائیل طالمود کے قوانین اپنی مسلمان اقلیّت پر زبردستی نافذ کرے۔ایران میں شیعہ قانون نافذ ہو اور سعودی عرب میں وہابی وغیرہ۔

امتیازی قوانین کی بدترین مثال اینٹی احمدیہ اور بلاسفیمی لاز ہیں۔پاکستانی آئین کی کلاز نمبر ۲۰ کی رو سے ہر پاکستانی کو اپنے دین کے اعلان ،اس دین پر عامل ہونے ،عامل رہنے اور اس کی اشاعت وتبلیغ کا حق ہے۔لیکن ایک آرڈیننس کے ذریعہ احمدیوں سے یہ حق چھین لیا گیا ہے۔ہر پاکستانی جو بھی اس کا مذہب ہے اس کا اظہار کرسکتا ہے صرف احمدی ہی اپنے عقیدہ (یعنی مسلمان ہونے) کا اظہار نہیں کرسکتا۔ہر پاکستانی اپنے مذہب کی اشاعت وتبلیغ کرسکتا ہے لیکن احمدی نہیں کر سکتا۔ہر شخص اپنے مذہب کے شعائر اور اصطلاحات استعمال کرسکتا ہے لیکن احمدی کا ایسا کرنا قانوناً جرم ہے حالانکہ جب سے جماعت قائم ہوئی ہے وہ یہی کچھ کرتے اور کہتے رہے ہیں بلکہ جماعت میں داخل ہونے کے لئے جو شرائط بیعت روز اوّل سے چلی آتی ہیں یہ باتیں ان میں داخل ہیں اور ان کے بغیر کوئی شخص احمدی ہی نہیں رہ سکتا۔پھر صرف بزرگان اسلام اور شعائر اسلام کی مبیّنہ توہین پر ہی بلاسفیمی لاز کیوں حرکت میں آتے ہیں۔کیا ہر ایک کو اپنے بزرگوں کی عزت پیاری نہیں ہوتی یا ان کی توہین پر اس کی دلآزاری نہیں ہوتی۔چونکہ عدل کا کوئی رنگ یا مذہب نہیں ہوتا اس لئے بین الاقوامی اداروں نے ان امتیازی کالے قوانین کی ہمیشہ مذمت کی ہے۔ایک ایسا واقعہ جسٹس جاوید اقبال کو بھی پیش آیا جسے وہ یوں بیان کرتے ہیں۔

’’اِسی سال (۱۹۸۴ء۔ناقل) مجھے حکومت پاکستان نے اقوام متحدہ کے زیر اہتمام’’ مذہبی رواداری‘‘ کے موضوع پر ایک سیمینار میں شرکت کے لئے جینیوا (سوئٹزرلینڈ) بھیجا۔مجھے احساس تھا کہ اس سیمینار میں پاکستان نے احمدی اقلیّت سے متعلق جو قانون سازی کر رکھی ہے اُس پر بین الاقوامی برادری کے سامنے کوئی نہ کوئی تسلّی بخش جواب دینا پڑے گا۔اس لئے میں نے وزارت خارجہ سے بریفنگ مانگی مگر وہ مجھے کچھ نہ دے سکے بلکہ جواب دیا کہ وزارت قانون سے پوچھوں۔میں نے شریف الدین پیرزادہ صاحب سے رابطہ کیا مگر وہاں سے کوئی خاطر خواہ جواب نہ ملا۔بالآخر میں نے سیمینار میں علامہ اقبال اور قائد اعظم کے فرمودات کے حوالوں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ بانیان پاکستان مذہبی رواداری سے متعلق کیا خیالات رکھتے تھے۔مگر جنیوا میں احمدیوں کا مشن بھی سیمینار میں آبزرور کے طور پر حصہ لے رہا تھا۔انہوں نے مجھے احمدیوں کے متعلق جنرل ضیاء الحق کی مخصوص قانون سازی پر خوب لتاڑا بلکہ مجھ سے بین الاقوامی برادری کے روبرو اپیل کی کہ اپنی حکومت کو علامہ اقبال اور قائد اعظم کے مذہبی رواداری سے متعلق اصول اپنانے کی تلقین کروں۔میرا مؤقف یہی تھا کہ یہ قانون سازی احمدی برادری کے خلاف نہیں بلکہ ان کے تحفظ کی خاطر کی گئی ہے تاکہ وہ مسلم اکثریت کے غیظ وغضب کا نشانہ نہ بنیں۔مگر بین الاقوامی برادری نے میرے دلائل مسترد کر دیئے اور اس مسئلہ پر جو بھی قرار دادیں پاس ہوئیں سب کی سب پاکستان کے خلاف تھیں۔افسوس تو یہ ہے کہ جنرل ضیاء الحق کے زمانے ہی سے بین الاقوامی برادری میں پاکستان کا تصور مذہبی طور پر ایک تنگ نظر اور متشدد ریاست کے ابھرا۔میرے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا کہ جب بانیان پاکستان کی نگاہ میں پاکستان ایک وسیع النظر اور روادار ریاست بنتا تھا تو پھر مذہبی طور پر وہ تنگ نظر اور متشدد ریاست کیوں کر بن گئی؟‘‘

(ایضاً صفحہ ۱۹۲۔۱۹۱)

بانیٔ پاکستان کی تصریحات اور وعدوں کے برخلاف پاکستان ایک مذہبی طور پر تنگ نظر اور متشدد ریاست ایسے بنا کہ جیسے جیسے تنگ نظر ملّانوں کے مطالبات کے سامنے حکومتیں جھکتی چلی گئیں وہ قدم بقدم طاقت پکڑتے گئے۔حکومتوں نے ان کو امتیازی قوانین (اینٹی احمدیہ۔بلاسفیمی لاز اور جداگانہ انتخاب وغیرہ) کے اسلحہ سے لیس کر کے اور بھی مضبوط کیا۔یہی وہ لوگ ہیں جو پاکستان پر چھائے تعصب کے سیاہ اندھیروں کے ذمہ وار ہیں۔جسٹس جاوید اقبال نے جو سوال اٹھایا تھا انہوں نے اس کا خود ہی جواب بھی دے دیا ہے۔

فرماتے ہیں’’ ہم نہ تو جدید ہیں نہ لبرل ،نہ جمہوریت نواز نہ فلاح پسند بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ ہم صحیح معنوں میں اسلام کے پیروکار بھی نہیں۔شائد اسی سبب پاکستانی اسلام ہماری قومی یک جہتی اور اتحاد کا باعث نہیں بن سکا۔ہم’’ ملّت مسلمین‘‘ کہلانے کے مستحق نہیں۔ہم تو محض فرقوں ،قومیتوں اور قبیلوں پر مشتمل ’’ ہجوم مسلمین‘‘ ہیں۔

اسی پس منظر میں جنرل ضیاء الحق نے اقتدار غصب کرتے ہی ایک نئے تجربے کی ابتداء کی۔انہوں نے پاکستانیوں کو اچھے مسلمان بنانے کی خاطر بھٹو کی عطا کردہ اصلاحات (قادیانیوں کو اقلیت قرار دو، جمعے کی چھٹی کرو، گھڑ دوڑ بند کرو، شراب بند کرو) کی سمت مزید آگے قدم بڑھانے کی ٹھانی۔اس کے نتیجہ میں قادیانیوں پر اسلامی شعائر استعمال کرنے کی پابندی لگا دی گئی۔مسلمانوں اور غیر مسلموں میں تمیز کرنے کی خاطر ہر قسم کے فارموں میں مذہب کا اندراج کرنا ضروری قرار پایا۔کسی منصب کا حلف لیتے وقت بھی یہ حلفی بیان دینا اہم تھا کہ مُحلف قادیانی نہیں ہے وغیرہ۔

علاوہ ان کے قرون وسطیٰ کے عہد کے فقہی اسلام کی کڑوی دوا کی چند خوراکیں پاکستانیوں کو پلوانے کا اہتمام بھی کیا گیا۔’’ توہین رسالت‘‘ کا قانون بنا جس کے سبب غیر مسلم اقلیتوں میں خوف ہراس پھیلا ،شریعت کورٹ قائم ہوا۔جہاں خصوصاً سرقہ ،حربہ ،زنا وغیرہ کے کیس سنے جاتے تھے اور مجرموں کو اسلامی سزائیں دی جانی مقصود تھیں (جو ثبوت کا معیار بہت مشکل ہونے کے سبب آج تک نہیں دی گئیں) اس عدالت کے جج صرف مسلمان ہو سکتے تھے اور صدر جنرل ضیاء الحق کے رحم وکرم پر تھے چونکہ وہی ان کو مقرر کرنے اور ہٹانے کا اختیار رکھتے تھے۔گویا ان اسلامی ججوں کو وہ آزادیٔ ضمیر بھی حاصل نہ تھی جو سیکولر عدالتوں کے ججوں کو’’ معلق‘‘ دستور میں حاصل تھی۔علاوہ اس کے اس عدالت کو اسلامی عائلی قوانین اور عالمی معاملات سے متعلق کیس سننے کا اختیار بھی نہ تھا۔پہلے یہ تجربہ کیا گیا کہ ہائی کورٹوں ہی میں شریعت بنچ بنا دی جائے اور ابتدائی دور میں ہائی کورٹ لاہور کے دو ججوں پر مشتمل شریعت بنچ میں مَیں سینئر جج کے طور پر بیٹھا تھا۔لیکن بعد ازاں بعض علماء کے مشورے پر اس عدالت کو علیحدہ فیڈرل نوعیت کا بنا دیا گیا۔

جہاں تک اسلامی قانون سازی کا تعلق ہے اس ضمن میں حدود آرڈیننس نافذ کیا گیا۔نیز ضابطہ قانون شہادت میں عورت کو گواہی نصف کر دی گئی اور چند مزید ایسی تبدیلیاں لائی گئیں جو آج کے زمانے کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتیں۔ضرب خفیف اور ضرب شدید کے قانون میں بھی آنکھ کے بدلے آنکھ کے اصول پر تبدیلیاں ہوئیں جن کے تحت سزا دیتے وقت ججوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

خیر یہ تو مختصر سا خاکہ اس’’ اسلامائزیشن‘‘ کا ہے

جو جنرل ضیاء الحق نے ملک میں نافذ کی مگر ہم پر ان اصلاحات کا نہ تو کوئی روحانی اثر ہوا نہ اخلاقی بلکہ سنگین جرائم میں کمی کی بجائے روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا۔ پاکستان میں خصوصی طور پر عورتوں سے متعلق کئی نئے قسم کے جرائم مشاہدے میں آئے جن کی پہلے کوئی مثال موجود نہ تھی مثلاً پنجاب میں مردہ خواتین کو قبروں سے نکال کر ان کے ساتھ زیادتی کرنے کے دو واقعات پیش آئے اور شرعی عدالت کے لئے یہ طے کرنا مشکل تھا کہ جرم ''زنا'' بنتا ہے یا نہیں۔ پھر مخالف پارٹی کے مردوں نے کسی خاندان کی خواتین کو (بوڑھی عورتوں، جوان اور چھوٹی عمر کی بچیوں سمیت) الف ننگا کر کے انہیں بازار میں نچوایا اور مردوں نے مل کر ان کے گرد بھنگڑا ڈالا۔ نیز حدود آرڈیننس کا بالخصوص عورتوں کے معاملے میں غلط استعمال کیا گیا۔ بطور جج لاہور، بہاولپور، ملتان اور راولپنڈی کے بنچوں پر میرے سامنے مستغیث پارٹی اور پولیس کی اس دیدہ دانستہ دھاندلی کے بعض ایسے کیس آئے کہ میں حیران رہ گیا۔'' (ایضاً صفحہ ۱۷۳، ۱۷۲)

عدل کا ایک تقاضہ یہ بھی ہے کہ حکومتی عہدوں کو خدا کی امانت سمجھا جائے اور ان عہدوں کو ان کے سپرد کیا جائے جو ان کے سب سے زیادہ اہل ہوں لیکن پاکستان میں کسی کے متعلق اگر شک بھی ہو کہ وہ احمدی ہے تو اس کو اس کے حق سے صرف مذہب کی بنیاد پر محروم رکھا گیا۔ وزیراعظم محمد خان جونیجو نے جسٹس سعد سعود جان کو صرف اس لئے لاہور ہائی کورٹ کا چیف جسٹس نہ بنایا کہ ان کے بارہ میں کہا جاتا تھا کہ وہ قادیانی ہیں۔

جسٹس جاوید اقبال لکھتے ہیں: ''فرمایا آپ اپنی جگہ چیف جسٹس بننے کی سفارش کس کے لئے کریں گے؟ میں نے کہا میرے بعد سب سے سینئر جج سعد سعود جان ہیں جو لائق بھی ہیں اور قابل ستائش بھی۔'' مگر وہ تو قادیانی ہیں جونیجو نے اعتراض کیا۔'' سر اوّل تو وہ اعلانیہ کہتے ہیں کہ میں قادیانی نہیں ہوں، دوم وہ جمعہ کی نماز بھی ہمیشہ اسی جی او آر کی مسجد میں پڑھتے ہیں جہاں دیگر مسلمان پڑھتے ہیں۔ لیکن اگر وہ قادیانی ہوں بھی تو کیا مذہبی عقائد کے سبب ان کی سنیارٹی اور میرٹ کو نظر انداز کر کے ان کا حق مارنا جائز ہے؟ اس سوال کا جواب جونیجو کے پاس کوئی نہ تھا۔'' (ایضاً صفحہ ۱۹۵)

پس پاکستان پر چھائی ہوئی تنگ نظری، انتہا پسندی اور فتنہ وفساد کی اصل وجہ عدل سے انحراف ہے۔ روشنی چاہتے ہو تو عدل کے دیئے جلاؤ۔

جنہیں حقیر سمجھ کر بجھا دیا تو نے
وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہو گی

❁❁❁❁❁

الفضل انٹرنیشنل میں

اشتہار دے کر

اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(مینیجر)

تبصرہ کتب

ڈاکٹر عبدالسلام، مسلمانوں کا نیوٹن

لطف الرحمن محمود (ٹیکساس، امریکہ)

زیر نظر کتاب مشہور مقالہ نگار، کالم نویس اور مترجم محمد زکریا ورک کی تالیف ہے۔ انہوں نے مسلم امہ کے مایہ ناز سائینسدان کے بارے میں مفید معلومات، تاثرات اور مضامین کے انتخاب کو یکجا کرنے کی عمدہ کوشش کی ہے۔ کتاب ۳۵۹ صفحات پر مشتمل ہے ان کے علاوہ پچاس لگ بھگ صفحات انگریزی مندرجات پر بھی مشتمل ہیں۔ نادر تصاویر سے مزین کتاب میں ڈاکٹر صاحب کی توصیف میں لکھی جانے والی منظومات کو بھی نمایاں جگہ دی گئی ہے۔ کتاب کا پہلا ایڈیشن ٹورانٹو (کینیڈا) سے اپریل ۲۰۰۳ میں شائع ہوا ہے۔

ڈاکٹر عبد السلام (۱۹۲۶ تا ۱۹۹۶ء) پہلے مسلمان سائینسدان ہیں جنہیں ۱۹۷۹ء میں فزکس کے نوبل انعام سے سرفراز کیا گیا۔ انہیں بہت سے بین الاقوامی انعامات سے نوازا جا چکا ہے۔ چالیس یونیورسٹیوں نے اعزازی ڈگریاں عطا کر کے عزت افزائی کی ہے۔ ان کے پیش کردہ سائینسی نظریات کو سائنسدان مزید ریسرچ کے ذریعہ آگے بڑھا رہے ہیں۔ ان کی عظمت کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایک طالب علم ان کی شخصیت اور کام پر مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ حاصل کر چکا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام کے ذکر کے بغیر تیسری دنیا میں سائینس کے فروغ کی تاریخ نامکمل رہے گی۔

اس کتاب میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کے بارے میں جن لوگوں کے تاثرات شامل کئے گئے ہیں ان میں ان کے افراد خاندان، اساتذہ، شاگرد، روحانی بزرگ، اہل صحافت اور دوست احباب شامل ہیں۔ کتاب کے مطالعہ کے بعد بعض ایسے پہلو سامنے آتے ہیں جو سائینسدانوں کے زمرے میں نہیں آتے۔ مثلاً اسلامی ممالک میں سائینس کی نشاۃ ثانیہ ان کا پسندیدہ موضوع سخن تھا۔ وہ اپنے شاگردوں کو اپنے بچے سمجھتے تھے۔ جب ڈاکٹر صاحب سے پوچھا جاتا کہ ان کے کتنے بچے ہیں تو جواباً کہتے کئی ہزار۔ (صفحہ ۱۷)

درود شریف کے ورد کا انہاک (صفحہ ۵۷)۔ قاری عبدالباسط کی آواز میں تلاوت قرآن مجید سننے کا شوق (صفحہ ۲۲)۔ تہجد کے الوہی لمحوں میں نوافل کے اہتمام کے ساتھ ریسرچ کے کام کا آغاز (صفحہ ۲۱) تاریخ اسلام اور تاریخ عالم کے مطالعہ کا ذوق (صفحہ ۱۹) ہمہ وقت مصروفیت، چھٹی کا کوئی تصور نہ تھا (صفحہ ۲۰)۔ پاکستان سے بے پناہ محبت۔ وہ طویل عرصے تک برطانیہ اور اٹلی میں مقیم رہے مگر انہوں نے پاکستانی شہریت کو آخری دم تک برقرار رکھا (صفحہ ۴۳)۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ڈاکٹر عبد السلام انٹرنیشنل سینٹر فار تھیوریٹکل سائینس لاہور میں قائم کرنا چاہتے تھے مگر حکومت پاکستان اپنے حصے کی سرمایہ کاری پر آمادہ نہ ہو سکی لیکن اطالوی حکومت نے یہ قدم اٹھایا جس کے نتیجے میں یہ وقیع ادارہ ٹریسٹ (اٹلی) میں قائم کر دیا گیا۔ کاش یہ اعزاز پاکستان کا مقدر ہوتا۔

فاضل مؤلف نے اپنے سات مضامین بھی اس کتاب میں شامل کئے ہیں۔ خاص طور پر ڈاکٹر سلام بحیثیت انشاء پرداز اور حکایات سلام بہت مفید اور معلوماتی مضامین ہیں۔ زیر نظر کتاب میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کی بعض اپنی تحریریں اور تقریریں بھی شامل اشاعت ہیں مثلاً گورو نانک دیو یونیورسٹی میں پنجابی زبان میں تقریر۔ اور قرطبہ سپین میں مسجد بشارت کے افتتاح کے موقع پر علمی تقریر پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ ایک مقالہ میں انگریزی اصطلاحات کے مسئلہ پر قلم اٹھایا گیا ہے۔ اس قسم کے مندرجات سے کتاب کا حسن دوبالا ہو گیا ہے۔

اردو کے نامور اور ممتاز شعراء کی گیارہ منظومات کو شریک اشاعت کیا گیا ہے جن میں ڈاکٹر عبدالسلام کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل اشعار اس منظوم حصے کی جان ہیں:

سلام تجھ پہ تیرے ذوق آگہی کے طفیل
دیار شرق کا دیدہ وری میں نام ہوا

(آل احمد سرور)

اے پاک سرزمیں تیرے ست چناں کی خیر
اس کے جنوں پہ عقل ارسطو بھی دنگ ہے

(شیر افضل جعفری)

وہ شخص بوعلی سینا تھا اس زمانے کا
وہ شخص دانش وحکمت کا اک خزانہ تھا

(پرویز پروازی)

سلا دیا جسے مٹی میں ہم نے پچھلے پہر
وہ ایک شخص نہ تھا، پورا اک زمانہ تھا
وہ آج مر کے پہنچا دیس اپنے
قتیلِ جذبہء حب وطن تھا

(نذیر احمد ظفر)

عالم اسلام میں سائینس کے احیاء سے دلچسپی رکھنے والے قارئین کو اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ خاص طور پر احمدی نوجوانوں کیلئے اس کتاب کے مندرجات ایمان افروز ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات سے دو سال قبل یہ پیش گوئی اپنی تصنیف تجلیات الٰہیہ میں درج فرمائی:

'میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم ومعرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کو رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی''۔

یہ عظیم الشان پیش گوئی احمدیت کے اس بطل جلیل کی ذات میں بڑی شان سے پوری ہوئی ہے اور آئندہ بھی افراد جماعت کے ذریعے پوری ہوتی رہے گی۔ انشاءاللہ

ڈاکٹر عبدالسلام اسلامی ممالک میں سائینسی علوم کی نشأۃ ثانیہ کے نقیب اور مسلم اُمّہ کی تعلیمی، تکنیکی، اور اقتصادی ترقی کے متمنی تھے۔ وہ اس مقصد میں کے حصول کیلئے چالیس سال تک دامے، درمے، سخنے، قدرے متحرک رہے۔ افسوس کہ امہ تساہل، تغافل، یا تعصب کی وجہ سے چمن اسلام کے اس دیدہ ور کی تحریکات کی قدردانی کا حق ادا نہ کر پائی۔ دسمبر ۲۰۰۳ء میں اسلام آباد میں منعقد ہونے والی مسلم ممالک کے عمائدین کی کانفرنس میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کے انہی مشاہدات وخیالات کی بازگشت سنائی دی۔

امت کا دردمند طبقہ آج بھی ڈاکٹر عبدالسلام کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ لیکن زیادہ قدر و منزلت کی توفیق ارزانی اغیار کے حصے میں آئی ہے۔ ٹریسٹ کے انٹرنیشل سینٹر فار تھیوریٹیکل فزکس کو ڈاکٹر عبدالسلام کے نام سے معنون کیا گیا ہے۔ افریقن ملک بنین کے شہر Contonou میں سلام ریسرچ سینٹر کام کر رہا ہے۔ سرن کے جینیوا کی عالمی تجربہ گاہ اور وہاں جانے والی سڑک Route Abdus Salam کہلاتی ہے۔ دو ممالک (پاکستان اور بنین) نے ان کی یاد میں ڈاک کے ٹکٹ جاری کئے۔ بیسیوں کتابوں میں ان کا ذکر خیر درج ہے۔ کچھ عرصہ بعد مسلمانان عالم بھی اس بے لوث محسن کو یاد کرنے پر مجبور ہوں گے۔ مگر بقول شاعر

اس کو نا قدریء عالم کا صلہ کہتے ہیں
مر گئے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا

کتاب مسلمانوں کا نیوٹن بیالیس تحریرات کا مجموعہ ہے۔ اشاریہ سے ہر کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوتا ہے امید ہے کہ فاضل مؤلف دوسرے ایڈیشن میں اس مفید اضافے کا اہتمام فرمائیں گے۔ توقع ہے کہ نقش ثانی پہلے سے زیادہ معنوی اور صوری خوبیوں اور خصوصیات کے ساتھ جلوہ گر ہوگا۔

❁❁❁❁❁

ہفت روزہ **الفضل انٹرنیشنل کا**

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِيْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی قبولیت دعا

ماہنامہ ’’مصباح‘‘ ربوہ کے ’’سیدنا طاہر نمبر‘‘ میں مکرمہ شمیم قادر صاحبہ نے اپنے مضمون میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی قبولیت دعا کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ میری شادی کے بعد کئی سال تک وہ اولاد سے محروم رہیں۔ ہر قسم کے علاج کروائے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ماہر ڈاکٹروں نے جب مکمل ناامیدی اور مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے میرے اولاد ہونے کے لئے ناممکن کے لفظ بولے تو مَیں نے نہایت عاجزی سے حضورؒ کی خدمت میں سارا معاملہ عرض کرکے دعا کی درخواست کی۔ حضورؒ نے مجھے لکھا کہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ سے رابطہ کروں اور دوسری طرف ڈاکٹر صاحبہ کو بھی لکھا کہ وہ مجھ سے رابطہ کریں۔ چنانچہ فضل عمر ہسپتال کی طرف سے بھی مجھے خط ملا اور مَیں نے ربوہ جاکر ساری رپورٹس دکھائیں۔ مکرمہ ڈاکٹر صاحبہ نے دعا کے ساتھ علاج شروع کیا۔ کئی ماہ بعد انہوں نے میرا علاج مکمل طور پر بند کردیا اور کہا کہ وہ لندن جارہی ہیں، وہاں اپنے سینئرز سے مشورہ کے بعد واپس آکر علاج دوبارہ شروع کریں گی۔

ابھی علاج بند ہوئے تین ماہ گزرے تھے کہ حمل ٹھہر گیا۔ اس غیر متوقع خبر کی اطلاع انہیں لندن میں ہی دی گئی۔ انہوں نے واپس آکر ٹسٹ کروائے اور ہر ممکن مدد کی۔ حضورؒ کی خدمت میں دعاکیلئے بھی عرض کیا جاتا رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بیٹے سے نوازا۔ اور کچھ عرصہ بعد دوبارہ حمل ٹھہرا اور اللہ تعالیٰ نے دوسرے بیٹے سے نوازا۔ چنانچہ ایک ناممکن چیز کو خداتعالیٰ نے اپنے فضل سے حضورؒ کی دعائیں قبول فرماتے ہوئے ممکن کردکھایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی شفقت

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ کے ’’سیدنا طاہرؒ نمبر‘‘ میں مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب مربی سلسلہ کا مضمون بھی شامل اشاعت ہے۔ آپ رقمطراز ہیں کہ حضورؒ خلافت کا بہت احترام فرماتے تھے۔ خود خلیفہ بننے سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشادات کی فوری تعمیل کی خواہش رکھتے۔ ایک بار جب آپ نے کار بیچ کر جیپ خریدی تو کسی دوست نے بے تکلّفی سے کہا کہ آپ نے اچھی بھلی کار فروخت کرکے یہ جیپ خریدلی!۔ جواباً فرمایا: اس میں ایک ٹی وی اور ایک VCR رکھوں گا اور گاؤں گاؤں جاکر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے خطبات سنایا کروں گا۔

حضورؒ نے ذاتی طور پر بھی مجھ پر بہت احسان فرمائے۔ میرا رشتہ طے ہونے پر نکاح پڑھایا۔ بارات کے ساتھ تشریف لے گئے۔ شادی کے بعد گھر پر دعوت طعام میں شامل ہوئے اور بے تکلّفی سے دری پر بیٹھ کر کھانا کھایا۔ ایک روز گولبازار میں ملے تو فرمایا کہ مَیں کل لاہور جارہا ہوں، تم نے بھی چلنا ہے۔ عرض کیا اکیلے نہیں جانا۔ فرمایا: کس کو ساتھ لے جانا ہے؟ عرض کیا اپنی بیوی اور بیٹے کو۔ فرمایا: صبح آٹھ بجے سب تیار رہیں۔ چنانچہ اگلے روز ہمیں گھر سے لے کر لاہور پہنچے۔ دارالذکر میں پہنچ کر خطبہ جمعہ دیا اور نماز پڑھائی۔ دو تین دن کے بعد آپؒ واپس آگئے لیکن آنے سے قبل ہمیں شاپنگ کے لئے کافی بڑی رقم تحفۃً عنایت فرمائی۔

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ کا سیدنا طاہر نمبر

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ قادیان نے دسمبر ۲۰۰۳ء کے آخری ہفتہ کا شمارہ بطور ’’سیدنا طاہرؒ نمبر‘‘ شائع کیا ہے۔ بڑے سائز کے ۸۰ سے زائد صفحات پر مشتمل یہ شمارہ خلافت کی اہمیت، تاریخ اور حضورؒ کی سیرۃ کے حوالہ سے بہت سے قیمتی مضامین اور چند یادگار تصاویر پر مشتمل ہے۔

اراکین مجلس انتخاب سے تاریخی خطاب

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خلافت کے نہایت ہی بابرکت منصب پر متمکن ہونے کے معاً بعد اراکین مجلس انتخاب خلافت سے خطاب کے دوران فرمایا: ’’مَیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ اپنے لئے بھی دعائیں کریں اور میرے لئے بھی دعائیں کریں۔ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَالَاطَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِين۔ یہ ذمہ داری اتنی سخت ہے، اتنی وسیع ہے اور اتنی دل ہلادینے والی ہے کہ اس کے ساتھ حضرت عمرؓ کا بستر مرگ پر آخری سانس لینے کے قریب یہ فقرہ ذہن میں آجاتا ہے: اَللّٰھُمَّ لَالِی وَلَاعَلَیَّ۔ یہ درست ہے کہ خلیفۂ وقت خدا بناتا ہے اور ہمیشہ سے میرا اسی پر ایمان ہے اور مرتے دم تک، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس پر ایمان رہے گا۔ یہ درست ہے کہ اس میں کسی انسانی طاقت کا دخل نہیں اور اس لحاظ سے بحیثیت خلیفہ اب مَیں نہ آپ کے سامنے، نہ کسی کے سامنے جوابدہ ہوں۔ نہ جماعت کے کسی فرد کے سامنے جوابدہ ہوں۔ لیکن یہ کوئی آزادی نہیں کیونکہ مَیں براہ راست اپنے ربّ کے حضور جوابدہ ہوں۔ آپ تو میری غلطیوں سے غافل ہوسکتے ہیں، آپ کی میرے دل پر نظر نہیں۔ آپ شاہد و غائب کی باتوں کا علم نہیں جانتے۔ میرا ربّ میرے دل کی پاتال تک دیکھتا ہے۔ اگر جھوٹے عذر ہوں گے تو انہیں قبول نہیں فرمائے گا۔ اگر اخلاص اور پوری وفا کے ساتھ، تقویٰ کو مدّنظر رکھتے ہوئے مَیں نے کوئی فیصلہ کیا تو اس کے حضور صرف وہی پہنچے گا۔ اس لئے میری گردن کمزوروں سے آزاد ہوئی لیکن کائنات کی سب سے زیادہ طاقتور ہستی کے حضور جھک گئی اور اس کے ہاتھوں میں آئی ہے۔ یہ کوئی معمولی بوجھ نہیں۔ میرا سارا وجود اس کے تصور سے کانپ رہا ہے کہ میرا ربّ مجھ سے راضی رہے، اُس وقت تک زندہ رکھے جس وقت تک مَیں اس کی رضا پر چلنے کا اہل ہوں اور توفیق عطا فرمائے کہ ایک لمحہ بھی اس کی اطاعت کے بغیر مَیں نہ سوچ سکوں، نہ کرسکوں، وہم و گمان بھی مجھے اس کا پیدا نہ ہو۔ سب کے حقوق کا خیال رکھوں اور انصاف کو قائم کروں جیسا کہ اسلام کا تقاضا ہے کیونکہ مَیں جانتا ہوں کہ انصاف کے قیام کے بغیر احسان کا قیام ممکن نہیں اور احسان کے قیام کے بغیر وہ جنت کا معاشرہ وجود میں نہیں آسکتا جسے ایتاءذی القربیٰ کا نام دیا گیا ہے۔......‘‘

سیرۃ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ قادیان کے ’’سیدنا طاہر نمبر‘‘ میں حضرت مرزا وسیم احمد صاحب نے حضورؒ کے حوالہ سے اپنی یادیں بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ حضورؒ بچپن سے ہی محنتی، جفاکش اور مختلف کھیلوں میں حصہ لینے والے تھے۔ پرائمری تک سب بھائیوں کی تعلیم تعلیم الاسلام سکول میں ہوئی بعد میں مجھے مدرسہ احمدیہ اور حضورؒ کو تعلیم الاسلام سکول میں داخل کروادیا گیا۔ بچپن میں ہی حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر ہم دونوں کو حضرت غلام رسول صاحب افغان کے ذریعہ کئی ماہ تک فن تجوید سکھائی گئی۔ بچپن میں کئی مرتبہ ہم پرندوں وغیرہ کے شکار کے لئے جایا کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ بھی آبی پرندوں کے شکار کے لئے دریا پر جاتے رہے۔

حضورؒ کی طبیعت میں بہت سادگی تھی۔ مسجد مبارک میں جوتوں کی حفاظت کے لئے ایک جوتا مسجد کے باہر رکھ دیتے اور دوسرا کہیں اندر جاکر رکھتے۔

حضرت سیدہ امّ طاہرؓ کی وفات کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت سیدہ مہر آپا مرحومہ سے شادی کی۔ چونکہ اُن کے ہاں کوئی اولاد نہیں تھی اس لئے حضورؒ نے اُن کا بہت خیال رکھا۔ جب حضورؒ ۱۹۹۱ء میں قادیان تشریف لائے تو آپؒ نے اُسی کمرہ میں قیام فرمایا جہاں آپؒ کی والدہ اور حضرت مصلح موعودؓ کا قیام ہوتا تھا۔ میری بیوی نے کمرہ کی مناسبت سے پلنگ کو سیٹ کیا لیکن حضورؒ نے فرمایا کہ جہاں اباجان اور امی کا بستر ہوتا تھا وہیں بچھائیں۔

مہاراجہ چنبہ کے چچا راجہ کیسری سنگھ کی درخواست پر حضرت مصلح موعودؓ نے بعض امور میں اُن کی بہت مدد کی تھی۔ اُن کے دو بیٹوں راجہ گلاب سنگھ اور راجہ شیر سنگھ کی حضورؒ سے بھی بہت بے تکلّف دوستی تھی۔ ۱۹۹۱ء میں حضور دہلی میں راجہ گلاب سنگھ صاحب کے گھر اُن کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ انہوں نے حضورؒ کی تصویر اپنے گھر میں لگائی ہوئی تھی اور ڈش پر حضورؒ کے خطبات بھی سنتے تھے۔

ایک بار خاکسار نے ایک دوست سے کسی چیز کے خریدنے کی خواہش ظاہر کی۔ وہ چیز لے آئے لیکن قیمت وصول نہ کی اور تحفۃً دینا چاہی۔ حضورؒ نے مجھے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ کا طریق یہ تھا کہ اگر کسی کو کوئی چیز لانے کے لئے کہتے تو وہ چیز تحفہ کے طور پر قبول نہیں فرماتے تھے بلکہ قیمت ادا کرکے وصول کرتے تھے۔

سلسلۂ خلافت

ماہنامہ ’’مصباح‘‘ ربوہ کے ’’سیدنا طاہر نمبر‘‘ میں مکرمہ لئیقہ منیب صاحبہ اپنے مضمون میں بیان کرتی ہیں کہ ۱۹۷۹ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے پاس مَیں اپنی بیٹیوں کے ساتھ ملاقات کے لئے گئی اور عرض کیا کہ میرے میاں گیمبیا میں ہیں اور ہم بھی اب اُن کے پاس جارہے ہیں۔ حضورؒ فرمانے لگے کہ کیوں نہ آپ لوگوں کو گیمبیا سے سیدھے یوگنڈا بھجوادیا جائے۔ اس کے بعد کئی باتیں ہوئیں اور ہم واپس آگئے۔ پھر گیمبیا میں پانچ سال گزارے اور یہ بات قریباً بھول چکے تھے کہ اچانک خلافت رابعہ میں مرکز سے ارشاد موصول ہوا کہ ہمیں گیمبیا سے یوگنڈا روانہ کردیا جائے۔ مجھے یہ اطلاع سن کر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی بات یاد آگئی اور سخت حیرت ہوئی کہ کس طرح خداتعالیٰ نے ایک خلیفہ کی بات کو دوسرے کے ذریعہ من و عن پورا فرمادیا۔ اور عجیب بات یہ بھی تھی کہ اس سے قبل ہمارے گیمبیا سے تمام سفر براستہ لندن ہوا کرتے تھے لیکن یہ سفر براہ راست گیمبیا سے یوگنڈا کیلئے کیا گیا۔

ماہنامہ ’’مصباح‘‘ ربوہ کے ’’سیدنا طاہر نمبر‘‘ میں شامل اشاعت مکرمہ امۃالقدیر ارشاد صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

کیسی تاریکی سی تاریکی ہے ساکن ہے ہوا
دن تو نکلا ہے مگر شب کا گماں ہوتا ہے

کس کے جانے سے چمن کی ہیں فضائیں خاموش
کس کے جانے سے چمن اشک فشاں ہوتا ہے

دل سے نکلے ہوئے پُردرد اُلوہی نغمے
دردِ پنہاں میں ترا حُسن بیاں ہوتا ہے

ایسے انساں کہیں صدیوں میں عطا ہوتے ہیں
جن کے ہونے سے بہاروں کا سماں ہوتا ہے

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@hotmail.com

Vol. 11 | Friday May 14 2004 | Issue No. 20

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

مفکراحرار کی ہرزہ سرائی اور مصلح موعودؓ کا نعرہ حق

حضرت سیدنا محمود المصلح الموعود نے جلسہ سالانہ ۱۹۳۴ء سے خطاب کرتے ہوئے یہ روح پرور واقعہ بتایا جس نے سامعین کے اندر زبردست جوش اور ولولہ پیدا کردیا۔ فرمایا:۔

۱۹۳۲ء میں تحریک کشمیر کے دوران میں ایک دن سر سکندر حیات خان صاحب نے مجھے کہلا بھیجا کہ اگر کشمیر کمیٹی اور احرار میں کوئی سمجھوتہ ہو جائے تو حکومت کسی نہ کسی رنگ میں فیصلہ کردے گی ۔اس بارے میں دونوں کا تبادلہ خیال چاہتا ہوں ۔کیا آپ شریک ہوسکتے ہیں؟۔

مَیں اس وقت لاہور میں ہی تھا۔مَیں نے کہا مجھے شریک ہونے میں کوئی عذر نہیں ۔میٹنگ سر سکندر حیات خان صاحب کی کوٹھی پر ہوئی اور مَیں اس میں شریک ہوا۔ چوہدری افضل حق صاحب بھی وہیں تھے ۔باتوں باتوں میں جوش میں آگئے اور کہنے لگے **ہم نے فیصلہ کرلیا ہے کہ احمدی جماعت کو کچل کر رکھ دیں گے** ۔مَیں نے اس پر مسکرا کر کہا اگر جماعت احمدیہ کسی انسان کے ہاتھ سے کچلی جاسکتی تو کبھی کی کچلی جاچکی ہوتی اور اب بھی **اگر کوئی انسان اس کو کچل سکتا ہے تو یقیناً وہ رہنے کے قابل نہیں**''۔(انوار العلوم جلد ۱۳ صفحہ ۵۰۲۔ناشر فضل عمر فاؤنڈیشن ۔مارچ ۲۰۰۳ء)

✂✂ ✂✂

قادیان کی اہمیت
عیسائیت کے مذہبی رہنماؤں کی نظر میں

حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمایا:

''ایک دفعہ عیسائیوں کے تین باا ثر پادری قادیان آئے ۔ان میں سے ایک مسٹر لوکس پرنسپل فورمین کرسچین کالج لاہور تھے ،ایک مسٹر ہیوم سیکرٹری وائی ایم سی اے اور ایک مسٹر والٹر تھے جو کہتے تھے کہ احمدیہ جماعت کے متعلق مَیں ایک کتاب لکھنے کے لئے مواد فراہم کرنے کی خاطر امریکہ سے آیا ہوں۔ جب وہ امریکہ کی طرف واپس آئے تو مسٹر لوکس نے سیلون کے پادریوں کے سامنے ایک لیکچر دیا اور کہا کہ عیسائیت کے غلبہ کی کوششوں میں جب تک صحیح راستہ اختیار نہ کیا جائے گا کامیابی نہ ہوگی ۔اگر تم نے عیسائیت کو اسلام پر غالب کرنا ہے **تو قادیان کی چھوٹی سی بستی کی طرف تمہیں متوجہ ہونا چاہئے** جہاں عیسائیت کے مقابلہ کی زبردست تیاریاں ہورہی ہیں ۔**اور وہاں ایسے سامان مہیا ہو رہے ہیں جن سے عیسائیت پاش پاش ہوجائے گی۔**

وہ سامان کیا ہے؟ یہی کہ ہم اسلام کی ہر بات میں حکمت ظاہر کرتے ہیں''۔

(ایضاً صفحہ ۳۷۲)

✂✂ ✂✂

جسٹس کارنیلس کا اسلامی آئین اور پاکستانی علمائے کرام

جناب سعادت خیالی کے قلم سے

فوجی صدر فیلڈ مارشل ایوب خان پر جب عوام کی طرف سے ملک کا اسلامی آئین بنانے کا زور بڑھا تو انہوں نے اس وقت کے ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس اے آر کارنیلس کو ملک کا پہلا اسلامی آئین بنانے کی عہد ساز ذمہ داری سونپی ۔آج کے دور میں جو حضرات جسٹس کارنیلس ایسے مرد مجاہد کو جانتے ہیں انہیں علم ہے کہ سارے اختیارات اور اثر ورسوخ رکھنے کے باوجود انہوں نے فلیٹیز ہوٹل کے ایک چھوٹے سے اپنے انگریز پروپرائٹر کے دئے ہوئے کمرے میں زندگی گزار دی۔

یہ نام ونمود کا مسیحی لیکن اپنے سینہ میں پورا اسلامی تحریر وتقریر کا خزانہ رکھنے والا شخص اسلام پر انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتا تھا۔اس کے بنے ہوئے اسلامی آئین نے ہمارے نام کے علماء کرام کی روزی روٹی کے چھابے اٹھادئے اور انہوں نے ایک مسیحی کے ہاتھوں سکہ بند اسلامی آئین بنانے کو کفر قرار دے کر تحریک چلادی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو اسلامی آئین مسجد نبوی تک سے تصدیق کے اعلیٰ ترین سند لے کر آیا تھا وہ ڈبوں میں بند کردیا گیا۔ کاش کوئی جرأت مند اسے حمود الرحمٰن رپورٹ ہی کی طرح شائع کروا دے۔ جسٹس کارنیلس میں اور اسلام میں محض فرق صرف کلمہ شریف پڑھ لینے کا تھا۔ وہ مسیحی ہوتے ہوئے اپنے مذہب کے زبردست سکالر اور پیروکار تھے ۔اس کے باوجود وہ اسلام سے اس قدر زیادہ آگاہی اور گرفت رکھتے تھے کہ بڑے بڑے پردہ نشین عالم دین ان سے مسائل مذہبی حل کرانے کے لئے راتوں کے اندھیروں میں ان کے فلیٹیز ہوٹل کے معمولی سے کمرے میں پہروں زمین پر بیٹھ کر انہیں سنا کرتے تھے اور ان کو ہمارے جیسے کم فہم ،کم مذہب اور کم ذہن مسلمانوں کے سامنے محراب ومنبر پر بیٹھ کر لہک لہک اور مٹک مٹک کر ذاتی تخلیق قرار دے کر داد وصول کیا کرتے تھے۔

(روزنامہ ''دن'' جنوری ۲۰۰۴ء صفحہ ۱۰)

اتنی نہ بڑھا پاکئی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

✂✂ ✂✂

پاکستان میں ایک احمدی مسلمان پر توہین رسالت کا جھوٹا مقدمہ

(رشید احمد چوھدری۔ پریس سیکرٹری لندن)

(پریس ڈیسک): پاکستان سے آمدہ اطلاع کے مطابق ایک احمدی مسلمان محمد اقبال ابن فقیر محمد صاحب جو چک نمبر ۲۲۷ ج ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد کے رہائشی ہیں کے خلاف مورخہ ۲۳/مارچ ۲۰۰۴ء کو توہین رسالت کا ایک جھوٹا مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۵/سی تھانہ ترکھانی ضلع فیصل آباد میں درج کیا گیا۔

یہ مقدمہ جماعت احمدیہ کے ایک معاند حافظ ذوالفقار علی خطیب وامام جامع مسجد چک ۲۲۷ ج ب کی مقامی پولیس کو تحریری درخواست پر درج کیا گیا۔

اس درخواست میں اس نے لکھا کہ مورخہ ۲۳/ مارچ ۲۰۰۴ء کو عصر کی نماز کے وقت محمد اقبال جو احمدیہ فرقہ سے تعلق رکھتا ہے جامع مسجد میں آیا اور مجھ سے سوال جواب کرنے لگا۔ دوران گفتگو اس نے کہا کہ آپ کا نبی جھوٹا ہے ۔اس طرح رسول کریم ﷺ کی سخت توہین کا مرتکب ہوا ہے۔ اس لئے اس پر توہین رسالت کا مقدمہ درج کرکے قانونی کارروائی کی جائے۔ چنانچہ اس کی درخواست پر محمد اقبال کے خلاف توہین رسالت کا مقدمہ درج کرلیا گیا۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ مکرم محمد اقبال صاحب اپنے خاندان میں واحد احمدی ہیں ۔انہوں نے ۱۹۹۰ء میں بیعت کی تھی۔ بیعت کے بعد وہ فاروق آباد ضلع شیخوپورہ اور بہاولپور میں مقیم رہے ۔کچھ عرصہ قبل اپنے گاؤں آئے تھے تو موصوف کے والدین اور خطیب مسجد حافظ ذوالفقار علی نے محمد اقبال صاحب پر زور دیا کہ وہ احمدیت سے انحراف کریں۔ جب ان کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی تو بات چیت کے دوران ہی حافظ مذکور نے گاؤں کے لوگوں میں سخت اشتعال پیدا کیا اور پولیس سٹیشن جاکر محمد اقبال صاحب کے خلاف ایک جھوٹا مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۵/سی تعزیرات پاکستان درج کرادیا۔

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ وہ پاکستان میں بسنے والے احمدی مسلمانوں کے لئے خاص طور پر دعا کرتے رہیں ۔اللہ تعالیٰ ان کو دشمن کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔آمین

❁❁❁❁❁

ایک ضروری تصحیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ افریقہ کی ۹/اپریل ۲۰۰۴ء بروز جمعۃ المبارک کی جو رپورٹ شائع ہوئی تھی اس میں بینن یونیورسٹی کے لیکچر کی رپورٹنگ میں ایک غلطی ہوئی ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ براہ کرم اس میں درج ذیل درستی فرمالیں۔

اخبار الفضل مورخہ ۳۰/اپریل ۲۰۰۴ء کے صفحہ نمبر ۱۶ پر انسٹی ٹیوٹ کے نام کے بعد تیسری سطر کے آخر پر یوں پڑھا جائے۔

''اس انسٹی ٹیوٹ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں کہ دنیا کے اس ایریا میں ایسا انسٹی ٹیوٹ ہے جس کو مَیں بہت زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور اس کی تعریف کرتا ہوں اور آپ جو کوشش کررہے ہیں مَیں جانتا ہوں کہ افریقہ میں بہت پوٹینشل ہے''۔............ (ادارہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔